سُورَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۰ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

یہ آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کررہے ہیں بڑی خبر کی لہ جس میں وہ کئی

مُخْتَلِفُوْنَ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ

راہ ہیں ۲ ہاں ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے ۳ کیا ہم

نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿۶﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿۷﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ

نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے

اَزْوَاجًا ﴿۸﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾

بنایا ۴ اور تمہاری نیند کو آرام کیا ۵ اور رات کو پردہ پوش کیا ۶

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾

اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں ۷

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی

ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ

اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ بے شک

يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

فیصلہ کا دن ۸ ٹھہرا ہوا وقت ہے ۹ جس دن صور پھونکا جائے گا ۱۰ تو تم چلے آؤ گے فوجوں

اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ

کی فوجیں ۱۱ اور آسمان کھولا جائیگا کہ دروازے ہو جائیگا ۱۲ اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾

گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا ۔ بے شک جہنم تاک میں ہے ۱۳

ا۔ بڑی خطرناک خبریعنی قیامت کی' یا بڑی خوشی کی خبر حضور کی نبوت یا بڑی عظیم الشان خبر' حضور کی ذات و صفات و نعت کی' حضور کی خبر کو اس لئے عظیم کہا کہ حضور کی صفات نہ جگہ سے محدود نہ وقت سے' نیز رب تعالیٰ نے حضور کی صفات کی خبریں دیں' نیز ساری مخلوق نے آپ کی نعت خوانی کی' نیز جو کوئی حضور کا نعت گو بن گیا وہ عظیم ہو گیا ۲۔ کوئی کافر حضور کو جادوگر کہتا ہے' کوئی شاعر کوئی مجنون' یا کوئی قیامت کا انکاری کوئی اقراری۔ ۳۔ اپنے کفر کا نتیجہ' یا تو مرتے وقت یا قبر میں یا قیامت میں' یا زندگی ہی میں جنگوں میں شکست کھا کر ۴۔ مرد' عورت' کافر' مومن' عالم' جاہل' خوش نصیب' بدنصیب ۵۔ عوام کے لئے نیند قالب کا آرام ہے' اور خواص کے لئے قلب اور روح کی راحت ہے' کہ وہ نیند میں واصل باللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر کی خواب وحی ہے۔ خیال رہے کہ نیند میں قیامت کا ثبوت ہے۔ نیند میں بندہ اپنے کو رب کے سپرد کر دیتا ہے۔ نیند بڑے پہلوان کو پچھاڑ دیتی ہے' نیند بڑے عالم کا علم بھلا دیتی ہے' نیند سے انسان کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ میں نیند اور رات و دن نہ ہوں گے' کیونکہ جنت میں تھکن نہیں کمائی کرنی نہیں' لہٰذا آرام کی ضرورت نہیں۔ دوزخ میں کسی کو آرام دینا نہیں ۷۔ سات آسمان جو نہ ٹوٹیں نہ گھسیں' جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ۸۔ فصل کے معنی فیصلہ ہیں یا فاصلہ۔ پہلے معنی کا مقصد یہ ہے کہ قیامت میں مقبول و نامقبول نیکیوں' مغفور و نامغفور گناہوں' مردود و محبوب انسانوں کا فیصلہ ہو گا۔ ابھی دنیا میں ان کے متعلق کسی چیز کا یقین نہیں کیا جاتا' دوسرے معنی کا مقصد یہ ہے کہ اس دن جسمانی رشتہ دار جن سے ایمانی رشتہ نہ ہو' جدا ہو جائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ الخ اور جن سے ایمانی رشتہ ہو' وہ اگرچہ دنیا میں علیحدہ رہے ہوں۔ مگر وہاں مل جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب خیال رہے کہ یہ فیصلہ تو میثاق ہی کے دن ہو چکا ہے' جسے رب تعالیٰ اور اس کے مقبول بندے جانتے ہیں۔ قیامت میں اس فیصلہ کا ظہور ہو گا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں اور ان کے اعمال کی خبر دے دی۔ قرآن کریم نے بعض کے جنتی یا دوزخی ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۹۔ میقات وقت سے بنا' اس کے معنی ہیں مقرر شدہ طے شدہ وقت۔ جس میں تبدیلی نہ ہو سکے نہ کسی صورت سے ٹل سکے' قیامت کا ٹلنا یا مقدم موخر ہونا غیر ممکن ہے لہٰذا اسے میقات فرمایا۔ دوسری چیزیں دعا سے یا نیک اعمال سے ٹل بھی جاتی ہیں۔ اور بدل بھی جاتی ہیں' اس لئے انہیں میقات نہیں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے خاص بندوں کو دیا' فرماتا ہے۔ کل شیء احصیناہ کتابا' قیامت بھی کل شے میں داخل ہے' نیز لوح محفوظ میں اشیاء کا لکھنا اپنے خاص بندوں کو بتانے کے لئے ہے ۱۰۔ یہاں صور کا دوسرا پھونکنا مراد ہے۔ جس سے سب زندہ ہو کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' قیامت کی ابتداء پہلے نفخہ سے ہو گی۔ انتہا جنتی و دوزخی کے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے پر' اس سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا دم درود کرنا برحق ہے کہ فیض پہنچانے کے موقعہ پر پھونکا ہی جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھونک کر روح ڈالتے تھے' رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی' پھونکنا موثر ہے ۱۱۔ مومن علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں الگ الگ پیشواؤں کے ساتھ حاضری دیں گے۔ کافر مختلف جماعتوں میں مختلف پیشواؤں کے ہمراہ۔ یوم ندعوا کل اناس بامامهم الخ ۱۲۔ آسمان میں بے شمار دروازے ہیں' جن میں سے بعض خصوصی ہیں' بعض عمومی' ہر شخص کے رزق اترنے' اعمال چڑھنے کا علیحدہ دروازہ ہے جو

(بقیہ صفحہ ۹۲۹) اس کی موت پر بند کر دیا جاتا ہے حضور کی معراج کے لئے خاص دروازہ تھا۔ جو حضرت جبریل نے معراج میں حضور کے لئے کھلوایا' اسی لئے دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے' معلوم ہوا کہ آپ نئے دروازے سے گئے تھے' عمومی دروازے بہت قسم کے ہیں' جیسے توبہ کا دروازہ جو ہر وقت کھلا رہتا ہے' قریب قیامت بند ہو گا۔ یہاں ان دروازوں سے مراد وہ دروازے ہیں جو خاص قیامت کے دن کھولے جائیں گے' جن سے قیامت کے منتظمین فرشتے اتریں گے' یہ دروازے لوگوں کو محسوس ہوں گے' اسی لئے ارشاد ہوا فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۱۳۔ یعنی خود دوزخ کافروں کی تاک میں ہے یا وہاں کے فرشتے' پہلی صورت پر ثابت ہوا

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا

سرکشوں کا ٹھکانا ۱؎ اس میں قرنوں رہیں گے ۲؎ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا

بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾

مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾

بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا ۳؎ اور انہوں نے ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا

اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ۴؎ اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر

عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ

عذاب بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے ۵؎ باغ ہیں اور انگور اور

كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ

Page-930.bmp

اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی ۶؎ اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں نہ

لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

جھٹلانا صلہ تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا ۷؎ وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ۸؎

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ

جس دن جبرائیل کھڑا ہو گا اور سب فرشتے پرا باندھے ۹؎ کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے

اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ

اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی ۱۰؎ وہ سچا دن ہے ۱۱؎ اب جو

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ

چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنالے ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آ گیا جس دن

کہ دوزخ میں حواس ہیں' وہ اپنے مستحق اور غیر مستحق کو پہچانتا ہے۔ بلکہ دنیا میں تمام حیوانات و جمادات میں سمجھ بوجھ ہے' وہ سنتے بولتے ہیں' ان کی بولی اولیاء اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ ستون حنانہ کا رونا' کلام کرنا خود صحابہ نے سنا' دوسرے معنی پر ثابت ہوا کہ دوزخ کے فرشتے جانتے ہیں کہ کون کافر مرے گا' کون مومن' حضور کا علم تو ان سے زیادہ ہے' لہٰذا حضور بھی سب کچھ جانتے ہیں' اس سے یہ ثابت ہوا کہ جنتی اور وہاں کے حور وغلمان و فرشتے مومنوں کے منتظر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب جنتی کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ' یہ تیرے پاس مہمان ہے' ہمارے پاس آنے والا ہے۔

رکوع ۱

۱۔ طاغی' طغی سے بنا' معنی حد سے بڑھ جانا' شریعت نے عقاید و اعمال کی حدیں مقرر کر دی ہیں' جو ان سے آگے بڑھے وہ طاغی ہے' عقاید میں حد سے بڑھنے والا کافر ہے۔ اعمال میں حد سے بڑھنے والا فاسق' پہلا طاغی مراد ہے' یعنی کافر جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے' خیال رہے کہ نیک اعمال میں حد سے بڑھنا کبھی محمود ہوتا ہے۔ صدیق اکبر نے تمام مال خیرات کر دیا۔ نیز جن چیزوں کی اللہ نے حد نہیں رکھی جیسے حضور کے محامد' ان میں جتنی بھی زیادتی کی جائے طغیان نہیں' جیسے سمندر کے پانی' سورج کی روشنی کی حد نہیں' ایسے حضور کے اوصاف کی حد نہیں ۲۔ احقاب حقب سے بنا' حقب کے معنی ہیں لمبی مدت' عرب میں یہ لفظ ہمیشگی کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے اردو میں کہہ دیتے ہیں کہ جنت لاکھوں برس رہے گی۔ یعنی ہمیشہ' یا حقب ستر ہزار سال کا' سال بارہ ماہ کا' مہینہ تیس دن کا' چونکہ احقاب جمع ہے جس کی انتہا نہیں' اس لئے اس میں ہمیشگی کے معنی پیدا ہو گئے' یا احقاب کا تعلق آگ سے ہے' یعنی مدتوں تک گرم جگہ رہیں گے پھر ٹھنڈی جگہ پر منتقل کر دیئے جائیں گے' یہ ہی تبادلہ ہوتا رہے گا غرضیکہ یہ آیت خالدین فیہا ابدا کے خلاف نہیں ۳۔ کیونکہ وہ قیامت کے منکر تھے' معلوم ہوا کہ مذکورہ عذاب صرف کفار کو ہوں گے ۴۔ یعنی ہر شخص کے سارے نیک و بد اعمال لوح محفوظ میں پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بندوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے' انہیں ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے' اگر رب کو بتانا منظور نہ ہوتا تو یہ لوح محفوظ میں لکھے ہی نہ جاتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو جاتے ہیں' کیونکہ کتاب میں لکھنا فرشتوں کا کام ہے نہ کہ رب کا' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لکھا۔ نیز جیسے ہم کو عالم شہادت سکھایا گیا' تاکہ ہم اس میں کاروبار کر سکیں' ایسے ہی جنہیں عالم غیب میں کاروبار کرنا ہے' رب نے انہیں اس عالم کا علم دے دیا۔ بغیر علم کاروبار نہیں ہو سکتا ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ متقی لوگ جنت کے مالک ہیں۔ جیسا کہ لام سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ دائمی مالک ہیں جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ جنت کے صرف

ا۔ یعنی عصا جس میں بہت سے معجزات تھے' سانپ بن جاتا تھا۔ کنوئیں میں رسی ڈول کا کام دیتا تھا اور گہرائی کے بقدر لمبا ہو جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے سوتے میں پہرہ دیتا تھا۔ رات کو مشعل کی طرح چمکتا تھا' بکریوں کی چوپانی کرتا تھا' پتھر پر لگ کر پانی کے چشمے نکالتا تھا' دریا میں لگ کر اسے پھاڑ دیتا تھا (تفسیر عزیزی) ۲۔ یعنی بت جو تمہارے پوجنے کے لئے میں نے بنائے ہیں۔ وہ تو چھوٹے رب ہیں اور میں ان سب سے بڑا ہوں کیونکہ وہ میری نقل ہیں' میں اصل ہوں' یا جس خدا کا ذکر موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں اگر ہو تو وہ چھوٹا رب ہے میں بڑا ہوں دیکھ لو اس خدا کے کارندے موسیٰ علیہ السلام مسکین آدمی ہیں اور میرے کارندے ہامان وغیرہ شاندار ہیں

الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾

اسے بہت بڑی نشانی دکھائی ۱؎ اس پر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ۲؎ پھر پیٹھ دی اپنی کوشش

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

میں لگا تو لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ۳؎ تو اللہ نے اسے دنیا

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا ۴؎ بے شک اس میں سیکھ ملتا ہے اسے جو

يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ

ڈرے ۵؎ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا اس

سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾

کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی ۵؎

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾

اور اس کے بعد زمین پھیلائی ۶؎ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدہ کو پھر جب آئے گی وہ عام

الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ

مصیبت سب سے بڑی اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ۷؎ اور جہنم ہر دیکھنے

الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾

والے پر ظاہر کی جائے گی ۸؎ تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے ۹؎ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے ۱۰؎

ع ۲

۳۔ اس طرح کہ دنیا میں اسے خون' جوں' مینڈک وغیرہ پھر غرق کے عذابوں میں مبتلا کیا' آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ چونکہ وہ عذاب بھی یقینی ہے' اس لئے اسے بھی ماضی سے تعبیر فرمایا ۴۔ معلوم ہوا کہ اگلوں کے مصائب سے عبرت پکڑنی بہت ضروری ہے اس سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے ۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ رات اگرچہ زمین کے سایہ کا نام ہے مگر وہ سایہ سورج سے حاصل ہوتا ہے اور سورج آسمان پر ہے لہٰذا رات آسمان سے ہی ہے' دوسرے یہ کہ آسمان چاند' سورج' لاکھوں میل کے فاصلہ سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں کہ تمہاری زندگی ان سے وابستہ ہے' ایسے ہی انبیاء اولیاء دور سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں تیسرے یہ کہ سورج چمک کر بھی تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے کہ دن نکال دیتا ہے اور ڈوب کر رات بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی انبیاء اولیاء زندگی اور بعد وفات ہر طرح تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے وہ چمکتے سورج ہیں جو نہ ڈوبے نہ گہے۔ ۶۔ خیال رہے کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے ہوئی مگر پھیلائی آسمان کے بعد گئی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اپنے سارے اعمال کو بخوبی جانے پہچانے گا لہٰذا انبیاء کا یہ عرض کرنا کہ لا علم لنا ادب کے لئے ہو گا۔ نہ کہ بے علمی کی وجہ سے جیسے صحابہ کرام حضور کے دن پوچھنے پر عرض کرتے تھے۔ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ۸۔ اس طرح کہ ہر کافر و مومن اسے دیکھے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نگاہ اتنی تیز ہو گی' کہ میدان محشر سے دوزخ نظر آئے گا جو وہاں سے بہت دور ہو گا۔ لیکن مومن کا دیکھنا خوشی کے لئے ہو گا کہ میں اس سے بچ گیا' اور کافر کا دیکھنا غم کے لئے ہو گا کہ اسے وہاں جانا ہے' جیسے مجرم کا جیل دیکھنا' اور وزیر اعلیٰ کا یا دوسرے آدمی کا دیکھنا۔ بلکہ دنیا میں جس کو نیکیوں سے محبت ہو وہ جنتی ہے' جسے بروں اور برائیوں سے الفت ہو' وہ جہنمی ہے ۹۔ یعنی جو شخص انبیاء کی اطاعت سے سر پھیرے اور آخرت کے مقابل دنیاوی زندگی کو اختیار کرے وہ دائمی جہنمی ہے کیونکہ وہ کافر ہے' خیال رہے کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو نفسانی خواہشات میں خرچ ہو۔ اور جو زندگی آخرت کی تیاری میں صرف ہو' وہ دنیا کی زندگی نہیں اگرچہ دنیا میں زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی اور ہے۔ دنیا میں زندگی کچھ اور۔ دنیا کی زندگی فانی ہے مگر جو دنیا میں زندگی آخرت کے لئے ہے فنا نہیں۔ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۱۰۔ یعنی جو دنیا میں گناہ کرنے لگے' پھر رب کے سامنے کھڑے ہونے' اسے حساب دینے کو یاد کر کے گناہ سے ہٹ جاوے وہ جنتی ہے یا جو کوئی خوف قیامت کی وجہ سے نفس کو بری خواہشوں سے روکے وہ جنتی ہے۔ ھَوٰی سے مراد ناجائز خواہشیں ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ

تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے ۱؎ تمہیں اس کے بیان سے

ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾

کیا تعلق ۲؎ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے ۳؎ تم تو فقط اسے ڈرانے والے ہو جو اس سے

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

ڈرے ۴؎ گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے ۵؎

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۲ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا ۶؎ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا ۷؎ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ

يَزَّكّٰۤى ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾

ستھرا ہو یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے ۸؎ وہ جو بے پروا بنتا ہے ۹؎

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ

تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو ۱۰؎ اور وہ جو تمہارے

جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ

حضور ملکتا آیا اور وہ ڈر رہا ہے ۱۱؎ تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں

اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾

یہ تو سمجھانا ہے ۱۲؎ تو جو چاہے اسے یاد کرے ۱۳؎ ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾

بلندی والے پاکی والے ۱۴؎ ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے ۱۵؎

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ

آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اسے کاہے سے بنایا پانی کی

ا۔ (شان نزول) کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن' اور تاریخ وغیرہ پوچھتے تھے' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری جس میں حضور کو بتانے سے منع فرمایا گیا' ورنہ مسلمانوں کو حضور نے قیامت کا دن' تاریخ' مہینہ' بتا دیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی اور قیامت کی بے شمار علامات بتا دیں ۲۔ اس کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ رفیۃ سوالھم انت مِنْ ذِكْرٰىهَا ان کا یہ سوال کس شمار میں ہے تم خود قیامت یاد دلانے والوں میں سے ہو' کہ آپ آخری نبی آ چکے' اب قیامت ہی آنی باقی ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر سوال کا جواب دینا نہیں چاہیے' رب نے قیامت کی تاریخ پوچھنے والوں کا جواب نہ دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور سے سوال رب سے سوال ہے کیونکہ ان لوگوں نے حضور سے پوچھا تھا' رب نے یہ جواب دیا ۳۔ کہ رب کے بغیر بتائے کوئی شخص اندازے حساب وغیرہ سے قیامت کو بتا نہیں سکتا ۴۔ یعنی قیامت سے ڈرانا آپ کا فرض منصبی ہے۔ قیامت کا بتانا آپ کو لازم نہیں' چونکہ ڈرانے کا فائدہ صرف مومن ہی اٹھاتے ہیں' اس لئے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ حضور عالمین کے لئے نذیر ہیں ۵۔ یعنی کفار قیامت دیکھ کر دنیا کی زندگی کو صرف رات بھر کی زندگی محسوس کریں گے جیسے آج مصیبت میں گرفتار آدمی کو راحت کا دراز زمانہ خواب و خیال معلوم ہوتا ہے۔ ۶۔ غائب کا صیغہ فرمانے میں انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' یعنی ہمارے ایک محبوب ہیں جو اپنے ایک غلام سے ناراض ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہاں کوتاہی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی تھی کہ درمیان کلام سوال عرض کر دیا' یہ آداب مجلس کے خلاف تھا۔ حضور کی کبیدگی خاطر شریف بالکل حق تھی' مگر عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں' ان کے ایسے قصور معافی کے لائق ہیں' اس لئے انہیں نابینا فرمایا' یعنی جو آپ کے عشق میں آداب سے نابینا ہے' رب نے حضور کے عاشق کی طرفداری فرمائی اس میں بھی حضور ہی کی شان کا اظہار ہے کہ ان کے عاشق کی غلطیاں معاف ہیں ۷۔ یعنی اس کا آپ کے پاس آنا عبادت ہے' عبادت پر خوش ہونا چاہیے نہ کہ ناراض' نیز وہ نابینا بڑی مصیبت سے آپ تک پہنچا' آنکھیں تھیں نہیں' کسی سے آپ کا پتہ پوچھ نہ سکتا تھا ورنہ کا فرستاتے' نیز وہ بوجہ نابینا ہونے کے آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار دیکھ نہ سکا' نیز جو آپ کے عشق میں نابینا ہو گیا اس پر آداب مجلس' اجازت لے کر کلام کرنا وغیرہ سب کچھ معاف ہے۔ قوانین عاقلوں کے لئے ہیں جو عشق میں عقل کھو چکے' ان کے لئے نہیں۔ مصری عورتوں نے جمال یوسفی دیکھ کر اپنے آپ کو زخمی کر لیا گنہگار نہ ہوئیں ۸۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے' کہ اس حالت میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پکار کر عرض کیا کہ جو رب نے آپ کو سکھایا ہے مجھے بھی سکھایئے' ان کا درمیان میں قطع کلامی کرنا خاطر اقدس پر گراں گزرا۔ جس کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے اور سرکار اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے بغیر عبداللہ کو جواب دیئے' اس موقعہ پر یہ آیات اتریں ۹۔ آپ سے' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے پرواہ جاننا بدترین کفر ہے۔ سب حضور کے محتاج ہیں' یہ کفار اپنے کو رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے' حضور سے بے پروا سمجھتے تھے اس پر عتاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرداران قریش جو اپنے کو آپ سے بے پروا سمجھتے ہیں آپ ان کی پروا کیوں کرتے ہیں' آپ ان مساکین کی پروا کریں جو اپنے کو ہمیشہ آپ کا نیاز مند جانتے ہیں ۱۰۔ یعنی اس کے ایمان سے اس ہی کو فائدہ ہے اگر

(بقیہ صفحہ ۹۳۳) کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپ کا حرج نہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس آنا اور آنے میں وقت اٹھانا' دل میں خوف ہونا بڑی عبادت ہے ۱۲۔ یعنی یہ آیات قرآنیہ گزشتہ عہد و پیمان' یا آئندہ واقعات کو یاد دلانے والی ہیں یا نصیحت ہیں' تذکرہ کے تینوں معنی ہیں۔ نصیحت کے معنی خیر خواہی ہیں' انسان اپنے خیر خواہ کے فرمان پر بے تامل عمل کرتا ہے' جیسے حکیم اور ماں باپ' تو بندے کو چاہیے کہ رب کے احکام پر بھی بلاتوقف عمل کرے' ۱۳۔ یعنی جو چاہے اس قرآن سے اگلی یا پچھلی باتیں یاد کرے یا جو چاہے اس سے نصیحت لے' یا جو چاہے اسے حفظ کرے' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ رب جس کی ہدایت چاہے وہ ہی قرآن سے ہدایت لیتا

نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ

بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا ۱ پھر اسے راستہ آسان کیا ۲ پھر اسے

فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾

موت دی ۳ پھر قبر میں رکھوایا ۴ پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾

جو اسے حکم ہوا تھا تو آدمی کو چاہیے اپنے کھانوں کو دیکھے ۵ کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا ۶

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا

پھر زمین کو خوب چیرا ۷ تو اس میں اگایا اناج اور انگور

وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ

اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور

فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

Page-934.bmp

میوے اور دوب ۸ تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپاؤں کے ۹ پھر جب آئے گی وہ

الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾

کان پھاڑنے والی چنگھاڑ ۱۰ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ

وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ

اور جورو اور بیٹوں سے ۱۱ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے

يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

بس ہے کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۱۲ ہنستے خوشیاں مناتے ۱۳

وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾

اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۱۴

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع

یہ وہی ہیں کافر بدکار ۱۵

ہے ۱۴۔ اس سے مراد وہ فرشتے جو قرآن کریم کو لوح محفوظ سے صحیفوں میں نقل کرتے ہیں' رب نے ان کی تعریف فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ جن کاغذوں پر قرآن لکھا جائے' جن قلموں سے لکھا جائے' جو لکھیں' سب حرمت والے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے اونچا رکھو' ادھر پاؤں یا پیٹھ نہ کرو' گندا آدمی اسے نہ چھوئے جیسا کہ مکرمۃ' مرفوعۃ اور مطہرہ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام متقی ہیں۔ کیونکہ وہ حاملین قرآن ہیں۔ حاملین کو رب نے کرام بھی فرمایا اور بررہ بھی فرمایا۔ ۱۵۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کاغذ تو نقوش قرآن کی جگہ ہے' زبان اور کان الفاظ قرآن کی جگہ اور دماغ معانی قرآن کی جگہ' عقل مومن اسرار قرآن کی اور صوفیاء کا دل جذبہ قرآن کی جگہ ہے' لہٰذا صحف مکرمہ اہل اللہ کے سینے ہیں' جو اسرار قرآن کے گنجینے ہیں' جیسے قرآن کا کاغذ اس کی جلد' اس کا غلاف سب کچھ احترام والا ہے' ایسے ہی اولیاء کے سینے' ان کی قبور تمام معظم و محترم ہیں کہ یہ اسرار قرآن کے صحیفے ان کے غلاف وغیرہ ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ بدن کے اعضاء ان کی قوتیں اندازے کے مطابق بخشیں' پھر روزی' زندگی و موت' مال و دولت عزت و عظمت سب کے اندازے لگائے اور ہر ایک کو اندازے سے عطا فرمائے ۲۔ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا یا زندگی میں مومن کے لئے راہ ہدایت آسان فرمائی ۳۔ مومن کی موت بھی اللہ کی نعمت ہے کہ اس موت کے ذریعہ وہ دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرتا ہے۔ مومن کی موت مصیبتوں سے چھوٹنے کا دن ہے اور کافر کی موت اس کی پکڑ کا وقت ۴۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے ہابیل کی موت قابیل کے ہاتھوں واقع ہوئی' رب نے ایک کوے کے ذریعہ اسے دفن کرنا بتایا' پھر آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتے اولاد آدم کے پاس آئے' اور جنتی کافور ہمراہ لائے' اور ان کے سامنے آپ کا غسل و کفن و دفن کیا تاکہ یہ اسے سیکھ لیں' خیال رہے کہ قبر میں دفن بھی مردہ کی عزت افزائی ہے۔ چونکہ انسانی ابتداء خاک سے ہے تو چاہیے کہ اس کی انتہا بھی خاک پر ہو' نیز بری چیزوں کو جلایا جاتا ہے' قبر سے میت کی یادگار باقی رہتی ہے' اچھی چیز کو امانت کر کے زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ لوگ اس سے فیض حاصل کرتے ہیں' درخت کی جڑ زمین میں شاخیں زمین پر ہوتی ہیں' مکان کی بنیاد زمین میں عمارت اوپر ہوتی ہے ایسے ہی مسلمان مردے زمین میں اور زندے زمین پر ہیں' مردے کو جلانے میں یہ فوائد نہیں اس لئے مردے کو دفن کرنا نعمتوں میں شمار فرمایا۔ ۵۔ فلینظر الانسان میں صیغہ امر وجوب کے لئے ہے یا استحباب کے لئے' نظر آنکھ سے دیکھنے کو بھی کہتے ہیں اور دل سے سوچنے' غور کرنے کو بھی' آنکھ کی نظر وہی مفید ہے جو غور کے ساتھ ہو' انسان سے ہر آدمی مراد ہے کافر ہو یا مومن' فاجر ہو یا متقی اس نظر سے کافر کو ایمان' مومن کو

(بقیہ صفحہ ۹۳۴) عرفان ملتا ہے ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے' طعام میں ہر کھانا داخل ہے غذا ہو یا پھل فروٹ' جب ہم کھانا پکارنے والے کی تعریف کرتے ہیں تو کھانا بنانے والے کی بھی حمد و ثنا چاہیے ۶۔ جو تر و تازگی بارش سے ہوتی ہے وہ کنوئیں کے پانی سے نہیں ہوتی' کیونکہ بارش کا پانی عرق ہے جو بہت دور سمندر سے آتا ہے اوپر سے گرتا ہے مگر نہ زمین کا دانہ باہر نکل پڑتا ہے۔ نہ زمین میں گڑھے پڑتے ہیں' ایسے ہی اپنے اعمال اس وقت تک کام نہیں آتے جب تک کہ ولایت اور نبوت کا فیضان نہ ہو' غذا جسمانی میں بھی غور کرو اور غذا روحانی میں بھی ہمارے اعمال دانہ ہیں فیضان نبوت رحمت کی بارش ۷۔ جس سے دانہ کا

سورۃ التکویر مکیۃ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | آیاتہا ۲۹ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ

جب دھوپ لپیٹی جائے ۲ اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے

سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾

جائیں اور جب تھلکی اونٹنیاں چھوٹی پھریں ۳ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ۴

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا

اور جب سمندر سلگائے جائیں ۵ اور جب جانوں کے جوڑ بنیں ۶ اور جب

الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ

زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے ۷ کس خطا پر ماری گئی ۸ اور جب نامہ اعمال

نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾

کھولے جائیں اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے اور جب جہنم بھڑکایا جائے ۹

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا

اور جب جنت پاس لائی جائے ۱۰ ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی ۱۱ تو

أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾

قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں ۱۲ اور رات کی جب پیٹھ دے

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ

اور صبح کی جب دم لے ۱۳ بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے ۱۴ جو قوت والا ہے

عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم

۱۵ مالک عرش کے حضور عزت والا ۱۶ وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانتدار ہے ۱۷ اور تمہارے صاحب

بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ

مجنون نہیں ۱۸ اور بیشک انہوں نے اسے روشن کنارہ پر دیکھا ۱۹ اور یہ نبی غیب بتانے میں

کمزور پودا نمودار ہوتا ہے اگر رب تعالیٰ زمین کو چیر نہ دیتا تو کمزور کونپل باہر کیسے نکلتی ۸۔ خیال رہے کہ "قضب" بھی چارہ کو کہتے ہیں اور "اب" بھی' لیکن قضب وہ چارہ ہے جس کی جڑیں انسان کھائیں اور پتے جانور کھائیں۔ جیسے شکر قندی گاجر وغیرہ لیکن اب وہ جس کی جڑیں اور پتے سب جانور کھائیں ۹۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سب کچھ ہم نے تمہارے لئے کیا تو تمہیں بھی چاہیے کہ کچھ ہمارے لئے کرو ۱۰۔ قیامت کے اول وقت ہر ایک کو اپنی پڑی ہو گی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا' انبیاء کرام نفسی نفسی فرمائیں گے' جب حضور شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا' حتیٰ کہ چھوٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں اول وقت کا ذکر ہے لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۱۱۔ جیسے دنیا کی بیماری' غصہ' سکون' مالداری' غریبی' تعجب' حیرت وغیرہ چہرے سے معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت میں ایمان و کفر' پرہیزگاری و گنہگاری چہرے سے معلوم ہو گی بلکہ عام مومنین و اولیاء اللہ انبیاء کرام کے چہروں میں فرق ہو گا۔ چہرہ رب تعالیٰ کی کتاب ہے اس لئے چہرے پر مارنا اور چہرہ بگاڑنا منع ہے ۱۲۔ یعنی گزشتہ نیکیوں کی بنا پر ان کے منہ اجیالے ہوں گے' اور قیامت کی موجودہ عزت افزائی کی بنا پر ہنستے ہوں گے اور آئندہ راحتوں کے خیال سے خوشیاں مناتے ہوں گے یہ ہنسی غفلت کی نہ ہو گی ۱۳۔ کفار پر کیونکہ رب تعالیٰ مومن کا منہ کالا نہ کرے گا ۱۴۔ قیامت میں کفار کے چہروں پر کفر کی وجہ سے سیاہی اور ان کی بد عملیوں کی وجہ سے گرد ہو گی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ کفار دنیا میں عبادات کے مکلف نہیں مگر آخرت میں ان پر پکڑ ضرور ہو گی' رب فرماتا ہے۔ قالوا لم نک من المصلین دوسرے یہ کہ کفر و ایمان کی طرح نیک و بد اعمال بھی چہروں پر نمودار ہوں گے پیشہ ور بھکاری کے چہرے پر گوشت نہ ہو گا' بیویوں میں عدل نہ کرنے والوں کی ایک کروٹ ساقط ہو گی تیسرے یہ کہ ہر شخص کو قیامت میں چہروں کے آثار سے ہر ایک کی پہچان ہو گی جو کہے کہ حضور کو کافر و مومن کی پہچان نہ ہو گی وہ اس آیت کا انکاری ہے۔

۱۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو قیامت کو آج دیکھنا چاہے وہ سورہ تکویر پڑھے (خزائن) ۲۔ اس طرح کہ سورج میں روشنی نہ رہے مگر گرمی اور بھی زیادہ ہو جائے' ۳۔ یعنی قیامت کی دہشت و وحشت کا یہ حال ہے کہ اہل عرب اپنی دودھ والی اونٹنیوں سے بے خبر اور بے پروا ہو جاویں' عرب والے دودھ کی اونٹنی سے بہت محبت کرتے تھے ۴۔ تاکہ ظالم جانور کا مظلوم سے بدلہ لے کر انہیں خاک کر دیا جائے ۵۔ اس طرح کہ نیک بندے نیکوں کے ساتھ اور برے بروں کے ساتھ کر دیئے جاویں۔ یا روحیں جسموں سے جوڑ دی جاویں یا جنتیوں کا جنتی حوروں سے نکاح کر دیا جائے ۶۔ یعنی سمندروں میں آگ لگ جائے اور پانی جلا کر فنا کر دیا جاوے۔ یہ

بقیہ صفحہ ۹۷۳ پر

بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾

بخیل نہیں ۱ اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں ۲ پھر کدھر جاتے ہو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾

وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لئے ۳ اس کے لئے جو تم میں سیدھا ہونا چاہے ۴

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ ۵ سارے جہان کا رب ۶

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۹ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیئے جائیں ۷ اور جب

الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا

قبریں کریدی جائیں ۸ ہر جان جان لے گی جو اس

قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾

نے آگے بھیجا اور جو پیچھے ۹ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا

جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا ۱۰ پھر ہموار فرمایا جس صورت میں چاہا

شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ

تجھے ترکیب دیا ۱۱ کوئی نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ۱۲ اور بیشک تم پر

لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

کچھ نگہبان ہیں ۱۳ معزز لکھنے والے ۱۴ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ۱۵

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا

بیشک نکوکار ضرور چین میں ہیں ۱۶ اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ۱۷ انصاف کے دن اس

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا' دوسرے یہ کہ حضور نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا' ظاہر ہے کہ بخیل نہ ہونا سخی ہونا' اس ہی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے' غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے' یا مراد گزشتہ و آئندہ زمانہ کے غیبی حالات ہیں یا عالم غیب کی خبریں' پہلی صورت میں دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ عالم کو شرعی مسائل چھپانا نہ چاہئیں' دوسرے یہ کہ حضور نے کوئی مسئلہ نہ چھپایا جو لوگ حدیث قرطاس سے اعتراض کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نے تبلیغ مکمل نہ فرمائی' نیز یہ کہ حضور نے بعض صحابہ سے دب کر بعض مسائل بیان نہ کئے' یہ عقیدہ اس آیت کے بھی خلاف ہے اور اس آیت کے بھی یایها النبی بلغ ما انزل الیک من ربك نیز لازم آتا ہے کہ دین مکمل نہ پہنچا' حالانکہ رب فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ دوسری تفسیر کی بنا پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب دیئے اور حضور نے صحابہ کرام کو بتائے ۲۔ (شان نزول) کفار کبھی کہتے تھے کہ کوئی جن یا شیطان حضور کو یہ کلام سنا جاتا ہے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے خیر خواہ ہیں یا سب کی عزت یا سب کی اگلی یا پچھلی باتیں یاد دلانے والے ہیں' یا قرآن کریم' لہٰذا اس آیت کی دس تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ ۴۔ کہ وہی حضور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بارش عالم کے لئے رحمت ہے مگر عمدہ زمین ہی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے ۵۔ یعنی تم رب کے چاہے بغیر کچھ چاہ بھی نہیں سکتے' تمہارا ارادہ اور چاہنا رب کے ارادے کے تابع ہے خیال رہے کہ ارادہ مشیت اور حکم میں بڑا فرق ہے ۶۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے' جیسا کہ الا ان یشاء کے استثناء سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ انسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے' تیسرے یہ کہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت و ارادہ سے ہے مگر اس کے حکم اور اس کی پسندیدگی سے نہیں' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس سے منع فرماتا ہے' برے کاموں کی رغبت ابلیس لعین دیتا ہے۔ ۷۔ کہ کھاری میٹھے سب رل مل جاویں جو قیامت میں ہو گا ۸۔ اور مردے زندہ کر کے نکالے جاویں ۹۔ یعنی جو کچھ صدقہ اور خیرات کر کے آگے بھیجے' اور جو کچھ جمع کر کے بطور میراث پیچھے چھوڑ آیا' یہ جاننا یا تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر ہو گا یا ہر نفس کو خود اپنے سارے اعمال یاد آ جائیں گے' رب فرماتا ہے۔ اقرا کتابك ۱۰۔ کہ تیرے عضو' جسم میں ہر عضو وہاں ہی لگایا جہاں اسے لگنا چاہیے تھا ۱۱۔ کسی کو کالا کسی کو گورا۔ کوئی لمبا کوئی پست قد' کوئی عورت کوئی مرد' ۱۲۔ یعنی اے کافرو تم نبی کے اس لئے منکر ہو کہ قیامت پر یقین نہیں کرتے اگر قیامت کو مانتے ہوتے تو پیغمبر پر ضرور ایمان لے آتے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسانوں کی جان و اعمال کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں' جان کی حفاظت کے لئے ساٹھ' اعمال کی حفاظت کے لئے چار' دو دن کے' دو رات کے' دوسرے یہ کہ فرشتے صرف انسانوں پر مقرر ہیں دیگر مخلوق پر نہیں' اسی لئے علیکم پہلے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اللہ کے کام اس کے بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ حافظ و ناصر رب تعالیٰ ہے مگر ارشاد ہوا کہ فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حفاظت فرماتے ہیں ہمیں مصیبتوں سے بچاتے ہیں' چوتھے یہ کہ انسان کو بری جگہ نہ جانا چاہیے تاکہ ہماری وجہ سے ان فرشتوں کو وہاں نہ جانا

(بقیہ صفحہ ۹۳۶) پڑے ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں عزت والے کریم ہیں دوسرے یہ کہ ان پر ہمارے چھپے' ظاہر کوئی عمل پوشیدہ نہیں' تب ہی تو وہ ہر عمل کو لکھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ کرام کریم کی جمع ہے کریم یا کرامت سے بنایا کرم سے یعنی اللہ کے نزدیک معزز' یا اے مسلمانوں تم پر مہربان کہ تمہیں نظر نہیں آتے ورنہ تم پوشیدہ کام نہ کر سکتے' وہ تمہارے گناہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے' نیکی ایک کی دس' اور گناہ ایک کا ایک لکھتے ہیں' خیالِ نیکی کو لکھ لیتے ہیں' خیالِ گناہ کو نہیں لکھتے۔ ۱۵۔ اس کرنے میں قلب و قالب' دل و دماغ سب اعضاء کے کام داخل ہیں' اگر صرف دل کے کام مراد ہوں تو وہ فرشتے ہمارے اچھے برے ارادے اور اچھے خیالات' سانس اور دل کے ذکر و فکر' مومن کا ایمان' منافق کا نفاق کیسے لکھیں' حالانکہ وہ فرشتے سب لکھتے ہیں' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو تم کرتے ہو یا کرو گے وہ سب جانتے ہیں جیساکہ مترجم قدس سرہ کے ترجمہ سے ظاہر ہے' کیونکہ وہ فرشتے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں' روزانہ کی لکھی ہوئی ڈائری لوح محفوظ کے مطابق کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رب نے ان فرشتوں کو ہمارے متعلق وسیع علم غیب دیا' اور ہمارے حضور کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے ۱۶۔ رہے گنہگار مومن' وہ اللہ کے ارادہ پر موقوف ہیں' سزا دے یا معاف فرما دے' نیک کاروں کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کی طفیل نیک کاروں میں شمار ہے' لہٰذا آیات کا آپس میں تعارض نہیں' دیکھو مومن کا بچہ مومن ہے باپ کے سبب سے ۱۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے انشاء اللہ دوزخی نہیں کیونکہ وہ بدکار نہیں' واللہ و رسولہ اعلم۔

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

میں جائیں گے لہ اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے اور تو کیا جانے

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ

کیسا انصاف کا دن ته پھر تو کیا جانے کیسا انصاف کا دن جس دن

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی ته اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے که

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۳۶ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

کم تولنے والوں کی خرابی ہے له وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں

يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾

پورا لیں ته اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں ته

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ

کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ته ایک عظمت والے دن کیلئے ته جس دن

يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ

سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ته بیشک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ

سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ

سجین میں ہے اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے له وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾

جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں ته

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش ته جب اس پر ہماری آیتیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ سزا جزا کے لئے جنت و دوزخ میں جسمانی داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ فوت ہوتے ہی شہیدوں کی روحیں جنت میں جاتی ہیں۔ نہ کہ جسم۔ آدم علیہ السلام جنت میں جزا کے لئے نہ رہے تھے بلکہ ٹریننگ کے لئے ۲۔ اے انسان تو کیا جانے کہ قیامت کیا ہے اگر تو لاکھ غور کرے مگر کماحقہ' اس دن کی وحشت اور دہشت کو نہیں پہچان سکتا' یا اے نبی' آپ اپنی عقل و رائے سے نہیں جان سکتے کہ قیامت کیا ہے' یہ تو ہم نے اپنی وحی اور معراج کے مشاہدے سے آپ کو بتا دیا۔ خیال رہے کہ نبی کی نگاہ اگلی پچھلی' حاضر غائب تمام چیزوں کو دیکھتی ہے ۳۔ یعنی کوئی کافر کسی کی شفاعت نہ کر سکے گا (خازن) یا کوئی مومن کسی کافر کی حاجت روائی نہ کر سکے گا لہٰذا اس آیت سے شفاعت کی نفی نہیں ہوتی شفاعت باذن اللہ ہو گی' یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قیامت میں مالک احکام یعنی حاکم صرف رب تعالیٰ ہے' انبیاء و مرسلین حاکم نہیں' حاکم کی بارگاہ میں شفیع ہیں' وکیل و گواہ فیصلہ کے مالک نہیں ہوا کرتے' اس آیت میں ملک کی نفی ہے ۴۔ یعنی دنیا میں بعض انسان مجازاً ظاہری یا باطنی حکام ہیں' مگر قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی مجازی حاکم بھی نہ ہو گا۔ لہٰذا اس دن سے ڈر کر اعمال اچھے کرو ۵۔ (یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی یا بحالت ہجرت راستہ میں نازل ہوئی) شان نزول:۔ عرب کے تاجر لینے کا پیمانہ اور رکھتے تھے دینے کا اور' جو کم تھا' جیسے ابو جہینہ' ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (خزائن) ۶۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' دنیا میں لوگوں کی گالیاں کھاتا ہے' اس کا اعتبار اٹھ جاتا ہے کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا' رزق میں بے برکتی ہوتی ہے' آخرت میں اس کا یہ گناہ معاف نہ ہو گا کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا۔ نیز حرام رزق سے دل سیاہ خیالات خراب نیک اعمال برباد ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کم تولنے والا تاجر' چور' ڈاکو سے بدتر ہے کیونکہ یہ ترازو کے ذریعہ سے چوری کرتا ہے

اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

پڑھی جائیں کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں ۸ کوئی نہیں بلکہ انکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے

مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾

ان کی کمائیوں نے ۲ ہاں ہاں بیشک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں ۳

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ یُقَالُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ

پھر بے شک انہیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جسے تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ﴿۱۸﴾

جھٹلاتے تھے ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچی محل علیین میں ہے ۴

وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ یَّشْهَدُهُ

اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے کہ مقرب ۵ جس کی

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآىٕكِ

زیارت کرتے ہیں ۶ بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے

یَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ﴿۲۴﴾ یُسْقَوْنَ

ہیں ۷ تو ان کے چہروں پر چین کی تازگی پہچانے ۸ نتھری شراب پلائے

مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ

جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے ۹ اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہیئے کہ للچائیں

الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ﴿۲۷﴾ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا

للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ۱۰ وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ

پیتے ہیں ۱۱ بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے

اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ یَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اِذَا

ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے اور جب

(بقیہ صفحہ ۹۳۷) حالانکہ رب نے ترازو عدل کے لئے اتاری تھی گویا کہ یہ شریف بدمعاش ہے کھلے مجرم سے چھپا مجرم زیادہ خطرناک ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بری نیت سے جائز کام بھی گناہ میں شمار ہوتا ہے کیونکہ خریدار کو اپنا حق پورا دینا گناہ نہیں، لیکن چونکہ آئندہ کم تول کر دینے کی نیت سے یہ لیا گیا ہے۔ لہٰذا اسے بھی گناہ میں شمار کیا گیا۔ چوری کی نیت سے مسجد میں آنا بھی گناہ ہے ۸۔ یا اس طرح کہ باٹ کم رکھتے ہیں یا اس طرح کہ کم تولتے ہیں یعنی ڈنڈی مارتے ہیں یا اس طرح کہ ترازو میں پاسنگ رکھتے ہیں، نچلے پلڑے میں چیز اوپر والے میں باٹ رکھتے ہیں۔ یہ آیت سب کو شامل ہے ۹۔ یعنی انہیں قیامت کا یقین ہے کیونکہ اس میں ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اس حکم کے آنے سے پہلے کم تولنے کے عادی تھے، یا یہود و نصاریٰ کا یا ان مشرکین کا جو قیامت کے قائل تھے اور بتوں کو اپنا شفیع مانتے تھے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ سوال انکاری ہے۔ ۱۰۔ اپنی قبروں سے اٹھ کر رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی مجرم کی حیثیت سے کوئی گواہ کی، کوئی شفیع کی، کوئی وکیل کی، قیامت کی نوعیت میں فرق ہو گا ۱۱۔ یعنی نہایت ہولناک جگہ ہے ساتویں زمین کے نیچے، وہاں ابلیس اور اس کے لشکر کا دفتر ہے، معلوم ہوا کہ بروں کے نامہ اعمال بری جگہ میں رکھے گئے ہیں، اگرچہ ان کا کاغذ، روشنائی سب رب کی طرف سے ہے، قرآن کا ورق قابل تعظیم ہے، ناول تھیٹر کے اوراق جلا دینے کے لائق ۱۲۔ یعنی پوری خرابی تو ان کی ہے جو قیامت کا انکار کر کے گناہ کریں اور کچھ خرابی ان کی بھی ہے جو قیامت کو مان کر مومن ہو کر گناہ کریں، خلاصہ یہ ہے کہ کافر گنہگار پوری خرابی میں ہے کہ عذاب سے کبھی چھٹکارا نہ پائے گا۔ اور گنہگار مومن کافر سے کم خرابی میں ہیں کہ سزا پا کر چھوٹیں گے ۱۳۔ معتد، بدعقیدہ ہے، اور اثیم بدعمل، کیونکہ قیامت کا منکر رب کے عدل، اس کی دائمی ملکیت، اس کی قدرت کا منکر ہے، یا معتد ظالم ہے اور اثیم عبادات کا چھوڑنے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی عقیدے کا انکار، کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے، یہ کفار گناہ کرنے کے لئے قیامت کے منکر تھے، آج وہابی حضور کے علم غیب کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ حضور ان کے پول کھولتے ہیں کہ فرمایا شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا، بعض آزاد لوگ علماء کے اس لئے دشمن ہیں کہ علماء ان کی نفسانی خواہشوں کے لئے آڑ ہیں۔

۱۔ اس لئے قرآن کا ہمارے دلوں میں اثر نہیں ہوتا، کہانیوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہوتا، جیسے عام قصے کہانیوں کی کتابیں، معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان سے اور اسرار قرآن ایمان سے معلوم ہوتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دل کو میلا کرتے ہیں، اور گناہوں کی زیادتی دل کے زنگ کا باعث ہے جیسے نیک اعمال خصوصاً" بزرگوں کی صحبت دل کی صفائی کا ذریعہ ہیں ۳۔ یعنی قیامت میں کفار رب کے دیدار سے محروم ہوں گے، معلوم ہوا کہ مومنوں کو دیدار الٰہی ہو گا، کیونکہ دیدار سے محرومی کفار کا عذاب ہے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں ہر شخص کو عشق الٰہی اور اس کے دیدار کی تمنا ہو گی اس لئے دیدار سے محرومی سخت عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ مومنوں کو رب کا دیدار ہو گا مگر یہ دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں صرف فضل ربانی ہو گا، اس فضل کے لئے نماز فجر و عصر کی پابندی کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی وہ ہی کر سکے گا جس نے دنیا میں دل کی آنکھ سے جمال مصطفائی کا نظارہ کیا ہو گا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق، خیال رہے کہ کلام الٰہی سب سے ہو گا مگر مومنوں سے رحمت کا کلام، کافروں سے غضب کا لیکن دیدار الٰہی صرف مومنوں کو ہو

بقیہ صفحہ ۹۴۳ پر

اِنْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا

اپنے گھر پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے [۱] اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾

بے شک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں [۲] اور یہ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے [۳]

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى

تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں تختوں پر

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

بیٹھے دیکھتے ہیں [۴] کیوں کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا [۵]

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا

جب آسمان شق ہو [۶] اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتْ

زمین دراز کی جائے [۷] اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے [۸] اور اپنے

لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے [۹] اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف

كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ

ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا [۱۰] تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾

عنقریب سہل حساب لیا جائے گا [۱۱] اور اپنے گھروں والوں کی طرف شاد شاد پلٹے گا [۱۲]

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾

اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے [۱۳] وہ عنقریب موت مانگے گا [۱۴]

۱۔ یعنی دنیا میں کفار تین بڑے جرم کرتے تھے مسلمانوں پر ہنسنا' مسلمانوں کو دیکھ کر آپس میں اشارہ بازیاں کرنا' اور گناہوں پر خوش ہونا' اس سے معلوم ہوا کہ غیبت صرف زبان سے ہی نہیں ہوتی بلکہ آنکھ وغیرہ کے اشاروں سے بھی ہوتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار معاملات درست رکھنے کے بھی مکلف ہیں اگرچہ عبادات کے مکلف نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا بھی گناہ اور کافروں کا طریقہ ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو گمراہ کہنا کافروں کا کام ہے نیز ان کا مذاق اڑانا کفر ہے' ۳۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنی فکر کرے' دوسروں کی فکر میں اپنے انجام سے غافل نہ ہو ۴۔ یعنی جنتی لوگ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوئے کفار کو ملاحظہ کریں گے' اور ان پر ہنسیں گے یہ دنیا کی ہنسی کا بدلہ ہو گا۔ کہ کفار ان پر ہنستے تھے' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنتی کو دوزخی سے کوئی محبت نہ ہو گی' نہ رحم آئے گا' جنتی باپ دوزخی کافر بیٹے کو دیکھ کر روئے گا نہیں بلکہ ہنسے گا۔ دوسرے یہ کہ جنت سات آسمانوں سے اوپر' دوزخ سات زمینوں کے نیچے اور کروڑوں میل گہرا ہے لیکن جنتی اپنے پلنگ پر بیٹھے ہوئے وہاں سے سب کچھ دیکھیں گے' لہٰذا اگر حضور گنبد خضراء سے تمام عالم کو ملاحظہ فرمائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ۵۔ یعنی کفار سے کہا جائے گا کہ بولو تمہیں اپنے کئے کا بدلہ پورا پورا ملایا نہیں' اپنے دنیا کے عمل یاد کرو' اور یہاں کی سزائیں دیکھو' پھر حساب لگاؤ۔ ۶۔ پھٹ جانے کا اور فوراً پھٹ جاوے ۷۔ اس طرح کہ زمین کے تمام نشیب و فراز یکساں کر دیئے جائیں' اور تمام عمارات پہاڑ وغیرہ فنا کر دیئے جائیں ۸۔ اس طرح کہ اپنے اندر کے مردے اور تمام خزانے دفینے کانیں وغیرہ باہر نکال دے (عمل) یہ آیت اگر دم کر کے وضع حمل کے وقت گڑ کھلایا جاوے تو ولادت آسانی سے ہو' انشاء اللہ تعالیٰ ۹۔ اس حکم سے مراد اندر کی چیزیں نکال دینے کا ہے لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۱۰۔ قبروں سے اٹھ کر میدان محشر کی طرف دوڑنا' یا اے انسان تیرا ہر سانس تجھے موت سے اور رب کے ملنے سے قریب کر رہا ہے' یا اے انسان' تو مرتے وقت تک اور رب سے ملنے تک دوڑ دھوپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے رب سے ملنا آسان نہیں' بہت جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے جیسے دنیاوی محبوب سے ملاقات بہت محنت سے ہوتی ہے' رب تو حقیقی محبوب ہے ۱۱۔ یعنی جن کو نامہ اعمال دائیں میں دیئے جائیں گے' ان کا حساب آسان یعنی صرف اعمال کی پیشی' پھر بخشش ہو گی اور جن کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے وہ بغیر حساب جنتی ہیں یعنی مقربین جن کا ذکر پہلے گزر چکا' یہ بھی خیال رہے کہ بچے' دیوانے وغیرہ کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ یونہی دلی احوال' عشق الٰہی وغیرہ تحریر میں نہیں آتے' نیز بعض محبوبوں کے اعمال کی تحریر نہیں ہوتی' لہٰذا نامہ اعمال کا دیا جانا تمام بندوں کے لئے نہ ہو گا اکثر کو ہو گا بعض کو نہ ہو گا ایسے ہی اعمال کے وزن کا حال ہے اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نزدیک دایاں ہاتھ بائیں سے افضل ہے ۱۲۔ خیال رہے کہ وقت حساب اس کے گھر والے اور دوست' احباب اس کے ہمراہ نہ ہوں گے تاکہ اس کے گناہوں پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ میدان محشر میں ہوں گے' حساب دے کر بندہ ان کے پاس خوشیاں مناتا اور اپنی کامیابی پر خنداں آئے گا ۱۳۔ اس طرح کہ کفار کے ہاتھ بندھے ہوں گے اور پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامے دیئے جائیں گے کیونکہ اچھے کام دائیں ہاتھ سے کئے جاتے ہیں' اور خراب کام بائیں ہاتھ سے' روٹی دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں استنجا بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں' چونکہ کفار کے اعمالنامے میں ان کے گندے عمل درج ہیں' لہٰذا دائیں ہاتھ سے پکڑنے کے لائق نہیں' نیز کفار نے دنیا میں اوندھے

ع ۸

(بقیہ صفحہ ۹۳۹) کام کئے لہٰذا انہیں اعمالنامے بھی اوندھی طرف یعنی پیٹھ کے پیچھے سے دیئے گئے ۱۴۔ یعنی موت کی دعا کرے گا۔ یا موت کو پکارے گا' یا موت کی تمنا و آرزو کرے گا۔ تاکہ موت کے ذریعہ سے عذاب سے چھٹکارا پائے' کافر یہاں دنیا میں موت سے ڈرتا بچتا ہے وہاں موت کی آرزو کرے گا۔
۱۔ یعنی دوزخ میں اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اور فترت والے اہل توحید کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کے لئے خاص ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور شیخی حرام ہے اسلام کی مخالفت کرکے خوش ہونا کفر ہے' یہ ہی دو خوشیاں یہاں مراد ہیں' رحمت الٰہی ملنے پر جائز خوشی منانا عبادت ہے ۳۔

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝١٢ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝١٣ اِنَّهٗ

اور بھڑکتی آگ میں جائے گا ۱ بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا ۲ وہ سمجھا

ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝١٤ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝١٥

کہ اسے پھرنا نہیں ۳ ہاں کیوں نہیں بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧ وَالْقَمَرِ اِذَا

تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں ۴ اور چاند کی جب

اتَّسَقَ ۝١٨ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝١٩ فَمَا لَهُمْ لَا

پورا ہو ۵ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ۶ تو کیا ہوا انہیں ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ۝٢٠ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝٢١ (السجدۃ)

نہیں لاتے ۷ اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے ۸

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝٢٢ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝٢٣

بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں ۹ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں ۱۰

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٢٤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو ۱۱ مگر جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٢٥

کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا ۱۲

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٢٢ - رُكُوْعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّ

قسم آسمان کی جس میں برج ہیں ۱ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ۲ اور اس دن کی جو گواہ

مَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝٥

ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں ۳ کھائی والوں پر لعنت ہو ۴ اس بھڑکتی آگ والے

یعنی کفار قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب کے منکر ہیں اسی لئے وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۴۔ یعنی وقت مغرب کی قسم جب سورج تو چھپ جاتا ہے مگر اس کے نورانی آثار باقی رہتے ہیں اس وقت مومنین نماز مغرب پڑھتے ہیں' ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں' نیز رات کی قسم جو محبوبوں کے اپنے رب سے راز و نیاز کا وقت ہے اور ان نیک کاموں کی قسم جو اندھیری راتوں میں کئے جاتے ہیں' نماز تہجد' گریہ و زاری' آہ و بکا' توبہ استغفار' چونکہ یہ چیزیں رب کو پیاری ہیں۔ اس لئے ان کے اوقات بھی پیارے' اللہ تعالیٰ اس قال کو حال بنائے ۵۔ علماء کے نزدیک ان تینوں کے ظاہری معنی مراد ہیں۔ چونکہ ان اوقات میں عموماً" مسلمان اعلیٰ کام کرتے ہیں لہٰذا رب نے ان کی قسم فرمائی' صوفیا کے نزدیک یہ تینوں چیزیں بعد موت کے حالات ہیں' مرنے سے چالیس دن تک مردے کی روح کا تعلق اس عالم سے بھی ہوتا ہے' اور اس طرف سے بھی' گویا وہ شفق ہے یعنی شام' اس کے بعد عوام کی ادھر سے بے تعلق ہو جاتی ہے اور اس طرف متوجہ ہو جاتی ہے وہ گویا رات ہے' قبر سے اٹھنے کے بعد کا وقت ظہور اعمال کا وقت ہے' وہ گویا چاند مکمل ہونے کا زمانہ ہے' (تفسیر عزیزی) ۶۔ اس سے خطاب یا تو حضور سے ہے یعنی اے محبوب تم ہمیشہ درجات میں ترقی کرتے رہو گے کہیں تمہاری ترقی کی انتہا نہ ہو گی اور کیوں نہ ہو حضور رب تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہراتم ہیں اور رب تعالیٰ کی بھی یہ ہی صفت ہے کل یوم ھو فی شان لہٰذا حضور کی بھی صفت ہے کہ ہمیشہ مراتب طے فرماتے ہیں' جیسے سورج کا عکس آئینہ سورج کے صفات رکھتا ہے' مگر پھر وہ عین سورج نہیں' یا صحابہ کرام کو خطاب ہے کہ پہلے بھی تو مدار طے کرتے ہوئے اس حد تک پہنچے ہو آئندہ بھی موت قبر' برزخ اور حشر کی منزلیں طے کرو گے۔ ۷۔ (شان نزول) ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت اقرا شریف کی تلاوت فرمائی' آپ نے اور تمام صحابہ کرام نے سجدہ تلاوت کیا جو مشرکین وہاں موجود تھے ویسے ہی بیٹھے رہے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ تلاوت فرض ہے۔ محض سنت نہیں۔ کیونکہ عتاب فرض کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (حنفی) دوسرے یہ کہ کفار پر بھی عبادات فرض ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادات کریں۔ انہیں فرائض چھوڑنے پر عتاب یا عذاب ہو گا کہ رب نے یہاں ان کفار پر عتاب فرمایا۔ جنہوں نے اس موقع پر سجدہ تلاوت نہ کیا ۸۔ اللہ تعالیٰ کو' قرآن کریم کو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیسری بات قوی ہے کیونکہ حضور کو جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آ جاتا ہے ۹۔ بغض و حسد اور عناد کیونکہ حضور کی توہین اسی کی زبان سے نکلتی ہے جس کے دل میں ہزارہا فساد ہوتے ہیں اور جس کا اندرونی معاملہ نہایت خراب ہوتا ہے' حضور کے کمالات کا انکار اپنی بدکاریوں کا اظہار ہے' جیسے سورج کی نورانیت کا انکار اپنے اندھے ہونے کا اقرار ہے ۱۰۔ اس سے

(بقیہ صفحہ ۹۴۰) معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون دوزخی ہے کون جنتی' کیونکہ اس کے بغیر معین اشخاص کو بشارت اور ڈر نہیں سنا سکتے ۱۱۔ یعنی مومنوں کو جنت میں دائمی ثواب دیا جاوے گا' معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں فنا نہیں یا مسلمانوں کو دنیا میں تاقیامت اجر ملتا رہتا ہے۔ ان کے صدقات جاریہ سے لوگ فائدے اٹھاتے رہتے ہیں' ان کی اولاد اور دوسرے مسلمان ان کے لئے ایصال ثواب اور دعائے خیر کرتے رہتے ہیں ۱۲۔ یعنی بارہ برج۔ چونکہ آسمان اور اس کے برج دنیا کے نظام کی بقا کا ذریعہ ہیں کہ موسموں کا اختلاف' دانے اور پھل کا پکنا' آفتاب کے ان بروج میں جانے سے تعلق رکھتا ہے' اس لئے رب نے ان کی قسم فرمائی ۱۳۔ وعدہ کا دن یا قیامت کا دن یا ہر ایک کی موت کا دن ہے' قیامت میں نظام عالم درہم برہم ہو گا۔ یا عالم ایمان کا نظام قیامت سے وابستہ ہے کہ لوگ اس دن کے خوف سے ایمان و اعمال صالح اختیار کرتے ہیں' اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی' قیامت کا وعدہ رب نے اپنے بندوں سے اور تمام نبیوں نے اپنی امتوں سے کیا اس لئے یوم موعود فرمایا گیا' نیز اللہ تعالیٰ نے قیامت میں مسلمانوں سے جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کبریٰ کا' مقام محمود وغیرہ کا' صالحین ابرار سے اپنے قرب کا' کفار و فجار سے عذاب کا وعدہ فرمایا' اس لئے اسے یوم موعود فرمایا گیا ۱۴۔ شاہد و مشہود کی کل تیرہ تفسیریں ہیں' اس لئے کہ یہ لفظ یا شہود سے بنا' یا مشاہدہ سے' یا شہادت سے' اگر شہود سے ہو تو شاہد بمعنی حاضر ہے اور مشہود وہ جگہ جہاں حاضری دی جائے' جمعہ شاہد ہے۔ جو مسلمانوں کے پاس خود حاضر ہو جاتا ہے' عرفات کا دن مشہود ہے' جس میں تمام حاجی عرفات کے میدان میں حاضری دیتے ہیں۔ اگر شہادت سے ہو تو شاہد گواہ' مشہود جس کی گواہی دی گئی حضور شاہد ہیں اور تمام انبیاء اور ان کی امتیں مشہود' یا ہمارے اعضا شاہد ہیں' ہم مشہود' خانہ کعبہ' سنگ اسود' ماہ رمضان' قرآن سب شاہد ہیں' اور ہم مشہود' کہ یہ چیزیں قیامت میں ہمارے گواہ ہیں' یا ہمارے خلاف گواہ ہیں' اگر مشاہدہ سے ہے تو شاہد دیکھنے والا۔ مشہود وہ جسے دیکھا جائے' حضور شاہد کہ معراج میں رب کی ذات' اس کے جمال کو دیکھا' اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مشہود' بہرحال اس کی بہت تفسیریں ہیں۔

إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ

جب وہ اسکے کناروں پر بیٹھے تھے ۱ اور وہ خود گواہ ہیں ۲ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے

شُهُودٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ

تھے اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے

الْحَمِيدِ ﴿٨﴾ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ

سب خوبیوں سراہے پر ۳ کہ اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ

تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے ۴ بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور انکے لئے

عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

آگ کا عذاب ۵ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ

ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی

الْكَبِيرُ ﴿١١﴾ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ

ہے ۶ بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے ۷ بیشک وہ پہلے کرے اور پھر

وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾

کرے ۸ اور وہی ہے بخشنے والا اپنے نیک بندوں پر پیارا ۹ عزت والے عرش کا مالک

فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾

ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی ۱۰

فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾

وہ لشکر کون فرعون اور ثمود ۱۱ بلکہ کافر جھٹلانے میں ہیں ۱۲

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پہلے ملک شام میں ایک جابر بادشاہ تھا۔ جس کی سلطنت ایک جادوگر کے زور جادو سے قائم تھی' جب جادوگر بڈھا ہو گیا' تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری موت قریب آ گئی ہے' کسی لڑکے کو میرے پاس بھیج دیا کر کہ جسے میں سکھا جاؤں تاکہ میرے بعد تیرے ملک کو زوال نہ آئے بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا' جو اس کے پاس جا کر جادو سیکھنے لگا' اس لڑکے کے راستہ میں دین مسیحی کا ایک راہب رہتا تھا' لڑکا اس کے پاس بیٹھنے لگا' اس مقبول خدا راہب کے فیض صحبت سے لڑکے کا دل روشن ہو گیا' ایک دن راستہ میں ایک زبردست اژدہا ملا جس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ لڑکے نے یہ کہہ کر سانپ کو پتھر مارا کہ الٰہی اگر راہب کا دین سچا ہو تو اسے ہلاک کر' وہ سانپ مر گیا۔ جس سے لڑکے کا بہت شہرہ ہو گیا۔ اور یہ لڑکا ایسا مقبول الدعا ہوا کہ جو بھی بیمار اس کے پاس آتا' لڑکے کی دعا سے تندرست ہو جاتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا' بادشاہ کا وزیر اندھا ہو گیا۔ پھر لڑکے کی دعا سے اچھا بھی ہو گیا اور مومن بھی' جب بادشاہ کے دربار میں یہ وزیر پہنچا۔ تو بادشاہ نے تندرستی کا سبب پوچھا وہ بولا مجھے میرے رب نے اچھا کر دیا' بادشاہ بولا کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے اور تو یہ دین کہاں سے سیکھ آیا' اس نے لڑکے

بقیہ صفحہ ۹۴۲ پر

ا۔ یعنی اگر کفار مکہ کو قرآنی چیزوں پر اعتقاد نہیں تو خود اپنی زندگی میں غور کریں کہ وہ ہر حال میں رب کی قدرت میں گھرے ہوئے ہیں' اس کے ارادے بغیر نہ سو سکتے ہیں نہ جاگ سکتے ہیں نہ کھا پی سکتے ہیں' خیال رہے کہ مومن تو اللہ کی رحمت کے گھیرے میں ہیں اور کافر اللہ کے قہر و غضب کے گھیرے میں ۲۔ یعنی یہ کلام جادو' شعر کہانت' انسانی کلام نہیں بلکہ یہ قرآن ہے' عزت والا' لوح محفوظ میں ہے ۳۔ یہاں کلام الٰہی کے تین صفات کا ذکر ہے قرآن ہونا' مجید ہونا' لوح محفوظ میں ہونا۔ قرآن کے معنی ہیں ملانے والا۔ یعنی بندوں کو رب سے' امتی کو نبی سے' بندوں کو بندوں سے' زندوں کو مردوں سے ملانے والا ہے' کہ قرآن کریم نے عالمگیر برادری پیدا فرما دی۔ یا قرآن کے معنی ہیں ملنے والا' یہ پیارا' زندگی' موت قبر' حشر' میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے سب چھوٹ جائیں مگر یہ نہ چھوٹے' مجید کے معنی ہیں عزت والا' کہ خود ایسا عظمت والا' کہ بغیر غسل اس کا پڑھنا حرام' بغیر وضو اس کا چھونا منع' اس کی طرف پیٹھ' جوتے کرنا منع ہے اور دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کا لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل' جس مہینے میں آیا' جس رات میں نازل ہوا۔ جس جگہ آیا وہ ماہ یعنی رمضان' شب قدر' عرب شریف سب سے افضل ہیں' جس عربی زبان میں آیا وہ تمام زبانوں سے افضل' جس نبی پر آیا وہ تمام رسولوں کا سردار' جس دماغ اور سینے میں رہے' وہ تمام سینوں اور زبانوں سے افضل' اب جو حضور کو اپنی مثل کہے وہ بے دین ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ قرآن کریم پہلے لوح محفوظ میں تھا' پھر حضور کے سینہ مبارک میں آیا' جو مثل لوح محفوظ ہے' جسے رب نے کینہ' ارادہ گناہ' بھول وغیرہ سے محفوظ رکھا' پھر یہ قرآن حافظوں کے سینوں' علماء کے دماغوں میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کوئی آسمانی کتاب اس طرح حفظ نہ کی گئی جیسے قرآن حفظ کیا گیا۔ ۵۔ (شان نزول) ایک بار ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے' حضور نے انہیں دودھ روٹی عطا فرمائی' ابوطالب کھا رہے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا' جس سے تمام فضا جگمگا گئی' ابوطالب گھبرا کر بولے' یہ کیا' حضور نے فرمایا کہ یہ نشان قدرت ہے اور یہ وہ تارا ہے جس سے شیطان مارے جاتے ہیں' ابوطالب کو سخت تعجب ہوا۔ اور حضور کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی ۶۔ یعنی آسمانی تاروں کی قسم جو رات میں چمکتے ہیں' آنے سے مراد لوگوں کو نظر آنا ہے' چونکہ آسمان اور تارے رب تعالیٰ کی قدرتوں کے مظہر ہیں' اس لئے ان کی قسم فرمائی گئی' آسمان بندوں کی روزی کا خزانہ ہے' رب کے قوانین جاری ہونے کی جگہ' شرک و کفر' گناہ وغیرہ سے پاک و صاف ہے' اس لئے آسمان کی قسم ارشاد ہوئی' تارے روشنی دیتے ہیں' وقت اور سمت بتاتے ہیں پھلوں میں رنگت' رس' بو پیدا کرتے ہیں اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی' غرضیکہ ان کی قسم ان کے اظہار شان کے لئے ہے (از عزیزی) صوفیانہ طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہیں کہ آسمان کی طرح عالم کو مختلف فیوض پہنچا رہے ہیں آپ کی نبوت و رحمت آسمان کی طرح تمام خالق کو گھیرے ہوئے اور آسمان کے پانی کی طرح تمام لوگوں کے نیک اعمال آپ کی نگاہ کرم پر موقوف ہیں اور طارق سے مراد حضور کے صحابہ ہیں' جو تاروں کی طرح مخلوق کے ہادی ہیں' زمین کی بقا کا ذریعہ ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۷۔ کہ تارے کی روشنی آسمانوں کو پھوڑ کر زمین پر پہنچتی ہے اور اس میں سے شہاب نکل کر شیطان کو پھوڑتا ہے' گولی کی طرح' ایسے ہی صحابہ کی روشنی ہ خانوں' تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچ کر دلوں کو نورانی کرتی ہے کسی کو ان کے درجات کا کماحقہ علم نہیں

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١

اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے ۱ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے ۲

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢

لوح محفوظ میں ۳

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ١٧ رُكُوْعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ

آسمان کی قسم ۵ اور رات کو آنے والے کی ۶ اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا

الثَّاقِبُ ۝٣ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤ فَلْيَنْظُرِ

ہے خوب چمکتا تارا ۷ کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو ۸ تو چاہیے کہ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦ يَّخْرُجُ

آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا ۹ جست کرتے پانی سے جو نکلتا ہے

مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨

پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے ۱۰ بیشک اللہ اس کے واپس کر دینے پر قادر ہے ۱۱

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠ وَالسَّمَآءِ

جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی ۱۲ تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار ۱۳ آسمان کی

ذَاتِ الرَّجْعِ ۝١١ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝١٢ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ

قسم جس سے مینہ اترتا ہے ۱۴ اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے ۱۵ بے شک قرآن ضرور

فَصْلٌ ۝١٣ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝١٤ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝١٥ وَّ

فیصلہ کی بات ہے ۱۶ اور کوئی ہنسی کی بات نہیں بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں اور

اَكِيْدُ كَيْدًا ۝١٦ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝١٧

میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں ۱۸ تو تم کافروں کو ڈھیل دو انہیں کچھ تھوڑی مہلت دو ۱۹

(بقیہ صفحہ ۹۷۵ پر)

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۹ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے جس نے بنا کر ٹھیک کیا

وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿٣﴾ وَالَّذِىْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿٤﴾

اور جس نے اندازہ پر رکھ کر راہ دی اور جس نے چارہ نکالا

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ﴿٦﴾ اِلَّا مَا

پھر اسے خشک سیاہ کر دیا اب تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر

شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿٧﴾ وَنُيَسِّرُكَ

جو اللہ چاہے بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو اور ہم تمہارے لئے آسانی کا

لِلْيُسْرٰى ﴿٨﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ

سامان کر دیں گے تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت کام دے عنقریب نصیحت مانے گا جو

يَّخْشٰى ﴿١٠﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿١١﴾ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ

ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں

الْكُبْرٰى ﴿١٢﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿١٣﴾ قَدْ اَفْلَحَ

جائے گا پھر نہ اس میں مرے اور نہ جئے بے شک مراد کو

مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی بلکہ تم جیتی دنیا کو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِى

ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی بے شک یہ اگلے صحیفوں

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

Page-943.bmp

۱۔ سورۃ طارق میں ذکر تھا' کہ ہر نفس پر فرشتہ حافظ ہے' اس میں ذکر ہے کہ اے محبوب تم پر ہم حافظ ہیں' کہ تم قرآن بھول نہیں سکتے' گناہ کر نہیں سکتے سورہ طارق کی آخری آیت میں تھا کہ کفار اپنی زندگی مکر و فریب میں گزارتے ہیں' سورہ اعلیٰ کی پہلی آیت میں ذکر ہے' کہ آپ اپنی زندگی رب کی تسبیح میں گزاریں۔ ۲۔ تسبیح کے معنی ہیں پاک کرنا پاک کہنا' پاک سمجھنا' اگر اس میں حضور سے خطاب ہے تو معنی یہ ہے کہ اے محبوب کفار و مشرکین نے میری ذات اور میرے نام کو عیب لگائے کہ میرے لئے اولاد' شریک ٹھہرائے تم ان دھبوں کو دور کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے' بی بی مریم کو اتہام کی نجاست سے حضرت عیسیٰ و سلیمان علیہما السلام کو دنیا بھر کے الزامات کی گندگی سے' رب کے نام کو مشرکین کے لگائے ہوئے عیوب سے پاک فرماتے ہیں' اس طرح ہمارے دل میں دماغ' ایمان و اعمال کو پاکی حضور ہی سے ملے گی' اور اگر عام بندوں سے خطاب ہے تو معنی یہ ہوں گے' کہ رب کو ہر عیب سے پاک سمجھو' زبان سے اس کی بے عیبی بیان کرو ۳۔ خیال رہے کہ اس آیت میں تسبیح کا حکم بغیر قید کے ہے' لہٰذا ہر طرح تسبیح پڑھنی درست ہے' خواہ ندا سے جیسا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا بغیر ندا جیسے سُبْحَانَ رَبِّىَ الْاَعْلٰى ایسے ہی درود میں صلوا و سلموا مطلق ہے لہٰذا ہر طرح کا درود شریف درست ہے' ندا سے ہو یا بغیر ندا' جیسے کھانے پینے کا حکم مطلق ہے کلوا واشربوا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خیر و شر چھوٹی بڑی چیز کا رب خالق ہے' دوسرے یہ کہ ہر چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے' کفر و طغیان' فسق و شیطان خود برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس میں صدہا حکمتیں ہیں ۵۔ اس طرح کہ ہمارے اعضاء حالات' صفات' روزیاں' زندگی و موت اندازے سے رکھیں' جو اندازے لوح محفوظ میں لکھ دیئے' یہ اس عالم کے لئے ہیں' مگر جنت کی نعمتیں بے حساب و بے انداز ہوں گی رب فرماتا ہے۔ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بغیر حساب کیونکہ دنیا تجارت کی جگہ ہے وہ مہمانی کی جگہ' مہمان کی خاطر تواضع حساب یا قیمت سے نہیں ہوتی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ تکوینی و طبعی ہدایت جس سے ہر جانور اپنی غذاء' دواء' طریقہ زندگی پہچانتا ہے' بعض جانور ایسے گھر بناتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے انسان کا چھوٹا بچہ بے پروا ماں کو رو کر بلاتا ہے' پیغمبر کی صحبت یافتہ جانور ہدایت والے ہوتے ہیں' کہ ان کی برکت سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ سارے ملک یمن کو ہدایت ملی جو حضور کے صحابہ کو ہدایت پر نہ مانے وہ بڑا بے وقوف ہے' یا یہ مطلب ہے' کہ ہر فرشتے کو رب نے اپنے اس مقرر کردہ اندازے کی خبر دی' جس سے اس فرشتے کا تعلق ہے' چنانچہ حضرت عزرائیل کو سب کی زندگی و موت کا اندازہ ہے حضرت میکائیل کو سب کے رزق کا اندازہ ہے ورنہ عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے اور حضور تو ساری مخلوق سے زیادہ عالم' تو حضور کو بھی اندازے بتا دیئے' جیسا کہ احادیث میں ہے یا یہ معنی ہیں کہ قبر و حشر کے متعلق اندازے لگائے' کہ اتنے دوزخی ہیں اتنے جنتی' پھر ہر ایک کو اسی طرف راہ دی' جس کے لئے وہ بنا ہے' یا ہر مخلوق کی عبادت و تسبیح مختلف اندازوں سے مقرر کی' پھر اسے اپنی تسبیح و عبادت کی ہدایت دی' خیال رہے کہ سبزے اور جانوروں کی عبادتیں بھی مختلف ہیں' ان کی تاثیریں جداگانہ یا انسانوں کو ہدایت و گمراہی کے مختلف اندازوں میں رکھا' پھر ہر ایک کا دل اس طرف مائل کیا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ یہ ہی حال دنیا اور اس کی نعمتوں کا ہے' کہ سبزہ کی طرح خوشنما ہیں' مگر بہت جلد فنا ہونے والی ۸۔ قرآن مجید کے الفاظ' اس کے

باقی صفحہ ۹۴۶ پر۔

ع ۱ | ۱۲

ا۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قیامت کی خبر آچکی ہے' پہلے ہی سے' کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے عقاید اسلامیہ سے پورے واقف تھے' ان میں قیامت بھی ہے ۲۔ قیامت میں کافروں کے دلوں پر غشی' چہروں پر سیاہی چھا جائے گی' مسلمانوں کے دلوں پر خوشی' چہروں پر روشنی چھا جائے گی ۳۔ جو دنیا میں اللہ والوں کے روبرو اکڑتے تھے' وہاں ہر طرح ذلیل ہوں گے' قبروں سے پیٹ کے بل چل کر محشر میں پہنچیں گے' وہاں منہ کالے' دونوں ہاتھ بندھے' گلے میں طوق' ہر دروازے پر بھیک مانگیں گے' مگر دور کارے جائیں گے' ایک دوسرے پر لعنت کریں گے ۴۔ قیامت کے دن' اس طرح کہ تا ختم قیامت آگ کے پہاڑ چڑھیں گے' اتریں گے' رب فرماتا ہے۔ سارھقہ صعودا ان کے سونے چاندی کے پترے بنا کر ان کی پسلیاں' پیشانیاں' داغی جاویں ان کے جانور سینگ گھونپیں' پاؤں سے روندیں' یا دنیا میں کہ مرتے وقت تک دنیاوی کاروبار' محنت و مشقت میں ایسے مشغول رہیں' کہ خدا یاد نہ آئے' یا دنیا میں ظاہری نیکیاں کریں' مگر آخرت میں پھل نہ پائیں' جیسے جوگیوں' سادھوؤں کی ترک دنیا' اور تکالیف اٹھانا' یا جیسے بے دین مسلمانوں کے روزے نماز اور کتب وغیرہ لکھنا کہ انجام خواری ہے' کیونکہ دامن مصطفوی سے وابستگی نہیں۔ بغیر پاور بجلی کی فٹنگ عبث ہے۔ بغیر روح جسم بے کار' بغیر عشق مصطفوی عبادت برباد ۵۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں روزہ رمضان' گرمیوں کے حج اور جہاد کی تپشیں نہ جھیلیں' لہٰذا اس آگ کی گرمی جھیلیں' جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے ۶۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں پانی کے متعلق شرعی پابندیاں برداشت نہ کیں' شرابیں پئیں' تمام حرام و حلال چیزیں ہر طرح نوش کیں سونے چاندی کے برتنوں میں بائیں ہاتھ سے کھڑے کھڑے پانی پیا' رمضان میں دن کے وقت شربت پئے' لہٰذا آج یہ پانی پئیں ۷۔ ضریع عرب میں ایک خاردار زہریلی گھاس ہے' جو جانور کے پیٹ میں آگ سی لگا دیتی ہے' نہایت بدمزہ سخت نقصان دہ' لہٰذا اس کا ترجمہ آگ کے کانٹے نہایت موزوں ہے' یعنی پیٹ میں آگ لگا دینے والے کانٹے' خیال رہے کہ اس آیت میں حصر اضافی ہے' یعنی اس طبقے والوں کی غذا صرف ضریع ہے' دوسرے طبقہ والوں کی غذا زقوم یعنی تھوہر اور غسلین یعنی کچلہو ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' چونکہ کفار دنیا میں سور' سود' جوئے وغیرہ حرام کمائیوں کی پروا نہ کرتے تھے شریعت کی پابندیاں توڑ کر کھاتے تھے لہٰذا انہیں یہ کھانے دیئے جائیں گے' لھم کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ صرف کفار کو دی جائے گی' گنہگار مومن اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں جائے گا' مگر انشاء اللہ اس غذا سے محفوظ رہے گا ۸۔ کیونکہ کفار نے دنیا میں کھانے یا شیطانی کھائے یا نفسانی' ایمانی' روحانی کھانے نہ کھائے' لہٰذا اس کی یہ سزا ملی' شیطانی کھانا وہ جو گناہ کرنے کے لئے کھایا جائے نفسانی کھانا وہ جو جانوروں کی طرح محض نفس پروری کے لئے کھایا جائے' رب فرماتا ہے۔ یاکلون کما تاکل الانعام روحانی یا ایمانی کھانا وہ جو رب کی عبادت کے لئے کھایا جائے' یہ کھانا بھی عبادت ہے اس لئے رمضان سحری و افطار' غازی کی غذا سب عبادت ہے ۹۔ یہاں چہروں سے مراد چہرے والے ہیں' یعنی انسان' مطلب یہ ہے' کہ قیامت میں مومن متقی چین میں ہوں گے' نہ انہیں سورج کی گرمی ستائے نہ زمین کی تپش' نہ انہیں خوف ہو نہ غم' نہ رب کا عتاب ہو نہ فرشتوں کی لعن طعن' نہ قیامت کی گھبراہٹ' کیونکہ یہ حضرات دنیا میں بے چین رہے' دنیا میں خوف خدا کی بے چینی قیامت کے چین کا ذریعہ ہے۔ ۱۰۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا' کہ مومن دنیا میں اپنی نیکیوں پر راضی یا نازاں نہیں ہوتا' کیونکہ انجام کی خبر نہیں' محشر

باقی ص ۹۴۶ پر

سورۃ الغاشیۃ مکیۃ — آیاتہا ۲۶ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲

بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی ۱ جو چھا جائے گی ۲ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے ۳

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ

کام کریں مشقت جھیلیں ۴ جائیں بھڑکتی آگ میں ۵ نہایت جلتے چشمے کا پانی

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا

پلائے جائیں ۶ ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ۷ کہ نہ

يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸

فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ۸ کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں ۹

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

اپنی کوشش پر راضی ۱۰ بلند باغ میں کہ اس میں کوئی بیہودہ بات

لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳

نہ سنیں گے ۱۱ اس میں رواں چشمہ ہے ۱۲ اس میں بلند تخت ہیں ۱۳

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ

اور چنے ہوئے کوزے ۱۴ اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین ۱۵ اور پھیلی ہوئی

مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷

چاندنیاں تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے ۱۶ کیسا بنایا گیا ۱۷

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹

اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا ۱۸ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے ۱۹

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ

اور زمین کو کیسے بچھائی گئی ۲۰ تو تم نصیحت

وقف لازم

ا۔ یعنی اے محبوب عالم کی چیزیں معرفت الٰہی کی کتاب ہیں' اور تم ان کے معلم' کہ لوگ تمہارے ذریعہ سے ان چیزوں میں غور کریں۔ اور رب کو پہچانیں' خیال رہے کہ استاذ بغیر کتاب پڑھا سکتا ہے' مگر کتاب بغیر استاذ نہیں سکھا سکتی' دیکھو رب نے قرآن کو کتاب فرمایا اور حضور کو نور' کہ کتاب اس کے بغیر مفید نہیں۔ مگر نور بغیر کتاب بھی مفید ہے' بہت حضرات نزول قرآن سے پہلے حضور پر ایمان لائے' جیسے حضور کے والدین' بحیرہ راہب وغیرہ' یا وہ صحابہ جو حضور کو دیکھ کر ایمان لائے اور فوراً شہید ہو گئے۔ مگر ایسا کوئی نہ ملے گا' جو حضور کے بغیر محض قرآن سے ایمان لایا ہو ۲۔ مذکر حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے مذکر' ذکر سے بنا۔ ذکر کے معنی

مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ

سنا ؤ ۱ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو ۲ تم کچھ ان پر کڑوڑا نہیں ۳ ہاں جو منہ پھیرے ۴

كَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ

اور کفر کرے تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا ۵ بے شک ہماری ہی طرف

اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ان کا پھرنا ہے ۶ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے ۷

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا

اس صبح کی قسم ۸ اور دس راتوں کی ۹ اور جفت اور طاق کی ۱۰ اور رات کی جب

يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

چل دے ۱۱ کیوں اس میں عقل مند کے لئے قسم ہوئی ۱۲ کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا ۱۳ وہ ارم حد سے زیادہ طول والے ۱۴ کہ ان جیسا شہروں میں

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾

پیدا نہ ہوا ۱۵ اور ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں ۱۶

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

اور فرعون کہ چومیخا کرتا ۱۷ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی ۱۸

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پھر ان میں بہت فساد پھیلایا ۱۹ تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کوڑا بقوت

عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا

مارا ۲۰ بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی ۲۱ تو جب

ہیں۔ نصیحت' یاد دلانا' تذکرہ کرنا' خیر خواہی' شرف و عظمت و عزت' ہر معنی کے لحاظ سے حضور مذکر ہیں' حضور اللہ کی ذات و صفات یاد دلاتے' میثاق کا بھولا ہوا عہد یاد دلاتے گزشتہ انبیاء' ان کی امتوں کو یاد دلاتے' حضور تمام خدائی کے سچے خیر خواہ ہیں اور ان کا ہر کلام و ہر کام مخلوق کے لئے نصیحت ہے' حضور کی برکت سے انبیاء' اولیاء مومنین' حضور کے تعلق والے حضرات' بلکہ مکہ و مدینہ کے ذرات' غرضیکہ زمان و زمین کو شرف و عظمت ملی۔ یہ بھی خیال رہے کہ مذکر میں وقت' نوعیت وغیرہ کی قید نہیں' کیونکہ حضور سب کو ہمیشہ ہر طرح مذکر ہیں حضور کی ہر ادا تبلیغ ہے ۳۔ یعنی ان کی ہدایت کے آپ ذمہ دار نہیں۔ اگر سارے لوگ کافر رہیں۔ تو آپ کا کچھ نہیں بگڑتا' اگر سورج سے کوئی روشنی نہ لے' بادل سے فیض نہ لے تو اس سے سورج یا بادل کا نقصان نہیں ہے' یا یہ مطلب ہے کہ آپ انہیں جبراً مسلمان نہ کریں ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کے احکام کا انکار کرے' یا قرآن کے نزول یا اس کی بقا' یا اس کے احکام سے' یا حضور کی ذات یا صفات یا حضور کے فرمانوں سے منہ پھیرے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی اطاعت سب پر فرض ہے' کیونکہ من بغیر قید ذکر ہوا دوسرے یہ کہ قرآن کریم یا بندگان دین کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا منع ہے کہ یہ بھی پیٹھ پھیرنے کی ظاہر صورت ہے' اس سے بھی پرہیز چاہیے ۵۔ دوزخ کا دائمی عذاب' خیال رہے کہ کافر کے لئے پانچ عذاب ہیں دنیاوی' نزع کے وقت' قبر محشر' دوزخ کے عذاب ان سب میں بڑا عذاب دوزخ کا ہے۔ باقی چار چھوٹے' کیونکہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے' دوزخ میں سخت رسوائی بھی ہے' دوزخ میں ہر طرح کا عذاب ہے' کھانے' پینے' رہنے' سہنے' زہریلے جانور سب کا عذاب' ان تین وجہوں سے اسے بڑا عذاب کہا گیا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر ایک پر حضور کی اطاعت واجب ہے' اطاعت سے انکار کفر' کیونکہ من میں کوئی قید نہیں' دوسرے یہ کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں' کیونکہ منہ پھیرنا' کفر کرنا' ان سے نہ پایا گیا' تیسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں۔ کیونکہ جو تولی اور کفر کرے وہ دوزخی ہے' ان سے یہ چیزیں سرزد نہ ہوئیں' چوتھے یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے' کہ اس پر عذاب اکبر ہو گا ۶۔ مرتے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا قیامت میں جبکہ انہیں خود بھی یقین ہو جائے گا کہ ہمارا مددگار رب کے سوا کوئی نہیں' ورنہ اس وقت بھی وہ رب کے قبضہ میں ہیں خیال رہے کہ سب کو رب کی بارگاہ میں جانا ہے' کوئی خوشی سے جائے گا۔ جیسے دولہا برات کے ساتھ' سسرال میں جاتا ہے۔ کوئی ناچار ہو کر' جیسے پھانسی کا ملزم گرفتار ہو کر' یہاں دوسرا پھرنا مراد ہے' کیونکہ روئے سخن کفار کی طرف ہے' جنہیں عذاب اکبر ہونے والا ہے ۷۔ یہاں حساب سے مراد قیامت کا حساب ہے جو عقائد و اعمال سب کا ہو گا' قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے' اس لئے یہاں

باقی صفحہ ۹۴۸ پر

ا۔ خود میرے اپنے کمال کی بنا پر یعنی شکر کے طور پر نہیں' بلکہ فخریہ کہتا ہے' یا یہ کہ اب یہ عزت میری ملک ہو گئی' مجھ سے جدا نہ ہو گی' اگر شکر کے طور پر ہوتا' تو عتابانہ طور پر ذکر نہ ہوتا ۲۔ رب کی شکایت سب سے کرتا ہے' نیز رب کے احسانات چھپاتا ہے' اس کی بھیجی ہوئی تکلیفوں پر شور مچاتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ غریبی کو اپنی ذلت سمجھتا ہے حالانکہ یہ کبھی رب کی نعمت ہوتی ہے۔ امیری کبھی عذاب' اکثر انبیاء کرام' اولیاءٔ علماء' مساکین ہوئے' خیال رہے قدر کے معنی قدرت' اندازہ' عزت اور تنگی ہیں ۳۔ (شان نزول) امیہ بن خلف کے پاس قدامہ بن مظعون یتیم تھے' امیہ نے ان کا حق نہ دیا' نہ ان سے اچھا برتاؤ کیا' اس کے متعلق یہ آیات نازل

مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾

اسے اس کا رب آزمائے کہ اسکو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی ۱

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

اور اگر آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے

اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

خوار کیا ۲ یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ۳ اور آپس میں ایک دوسرے کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾

مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتے ۴ اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو ۵

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ

اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو ۶ ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش

دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ

کر دی جائے ۷ اور تمہارے رب کا حکم آئے ۸ اور فرشتے قطار قطار ۹ اور اس دن

يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

جہنم لائی جائے ۱۰ اس دن آدمی سوچے گا اور اب اسے سوچنے کا وقت

الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ

کہاں ۱۱ کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی ۱۲ تو اس دن اس کا سا

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

عذاب کوئی نہیں کرتا ۱۳ اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

اے اطمینان والی جان ۱۴ اپنے رب کی طرف واپس ہو ۱۵ یوں کہ تو اس سے راضی

مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

وہ تجھ سے راضی ۱۶ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو ۱۷ اور میری جنت میں آ

ہوئیں' (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یتیم کی پرورش اس کی اچھی تعلیم و تربیت' اعلیٰ درجہ کی عبادت اور دینی اور قومی فرض ہے دوسرے یہ کہ یتیم کی پرورش کے کفار بھی مکلف ہیں کہ امیہ بن خلف پر اس کوتاہی کی وجہ سے عتاب فرمایا گیا ۴۔ یعنی تم خود بھی کھانے کی خیرات نہیں کرتے' دوسروں کو بھی اس کی رغبت نہیں دیتے' بلکہ اس سے روکتے ہو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سخاوت محمود صفت ہے' بخل برا عیب ہے' دوسرے یہ کہ کھانے کی خیرات دیگر صدقات سے بہتر ہے کہ اس سے جان بچتی ہے' حتیٰ کہ جانوروں کو کھلانا بھی ثواب ہے بھوکے انسان کا پیٹ بھرنا تو سبحان اللہ' تیسرے یہ کہ حیلے بہانوں سے صدقات روکنا' خیرات بند کرنا' کفار کا طریقہ ہے' اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے' چوتھے یہ کہ سخاوت کے مکلف کفار بھی ہیں کہ بخل پر انہیں عتاب فرمایا' مگر یہ تکلیف شرعی نہیں' اسی لئے ان کے اسلام لانے پر زمانہ کفر کی زکوۃ دینا واجب نہیں ۵۔ لما کے معنی ہیں جمع اور غلط کھانے سے مراد ہے استعمال کرنا' یعنی اپنے عزیز میت کے متروکہ مال پر حرام و حلال کا فرق کئے بغیر قبضہ کرتے ہو' کہ میت کا قرض' امانتیں' ادا نہیں کرتے' اس کی وصیت پوری نہیں کرتے' اس کے پاس جوئے' چوری' ڈکیتی' وغیرہ کا جو حرام مال ہو۔ اسے علیحدہ نہیں کرتے' اس کی بیوی اور لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے' غرضیکہ بغیر سوچے سمجھے میراث لینے کی کرتے ہو' اس آیت سے تین فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اسلام سے پہلے عرب میں ابراہیمی شریعت کے مطابق تقسیم میراث مروج تھی' جس میں یہ لوگ بے اعتدالیاں کرتے تھے۔ ورنہ یہ آیت مکیہ ہے اور اسلامی میراث کے احکام مدینہ منورہ میں آئے دوسرے یہ کہ حضور کی میراث تقسیم نہیں' ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی خلافت میں میراث پر غلط قبضہ کیا کہ حضور کا مملوکہ علاقہ خود لیا' حضور کے وارثوں کو نہ دیا اور صدیق و فاروق و عثمان غنی کے مفتوحہ علاقے ان کے وارثوں کے حوالے نہ کئے لہٰذا اس آیت کی زد میں علی مرتضیٰ بھی آجائیں گے نعوذ باللہ' تیسرے یہ کہ میراث کی غلط تقسیم' لڑکیوں کو محروم کرنا کفار کا طریقہ ہے اور سخت عذاب کا باعث' اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو لڑکیوں کو میراث دیتے گھبراتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال کی محبت بری نہیں بلکہ بہت گہری محبت بری ہے' گہری محبت کی تین صورتیں ہیں' مال خرچ نہ کرے' جمع کر کے چھوڑ جاوے' سوتے جاگتے مال حاصل کرنے کی فکر میں رہے' آخرت سے بے پروا' اللہ و رسول سے غافل ہو جاوے۔ ہر حلال و حرام ذریعوں سے مال حاصل کرے' خیال رہے کہ مال کی محبت حد کے اندر جائز ہے حد سے زیادہ بری' مگر اللہ و رسول کی محبت حد میں جائز' حد سے زیادہ بہت ہی اعلیٰ' بلکہ اس کی کوئی حد ہی نہیں ۷۔ اس طرح کہ زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں' اور اس پر کوئی عمارت پہاڑ

باقی صفحہ ۹۴۹ پر

آیاتہا (۲۰) | ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ | رکوعہا (۱)

یہ سورت مکیہ ہے اس میں ایک رکوع، ۲۰ آیات، ۸۲ کلمات اور ۳۲۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲

مجھے اس شہر کی قسم [1] کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو [2]

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴

اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس اولاد کی کہ تم ہو [3] بیشک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ

پیدا کیا [4] کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر کوئی قدرت نہیں پائے گا [5] کہتا ہے میں نے

مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

ڈھیروں مال فنا کر دیا [6] کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ دیکھا [7] کیا ہم نے اس کی دو

عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰

آنکھیں نہ بنائیں [8] اور زبان اور دو ہونٹ [9] اور اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی [10]

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ

پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا [11] اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے [12] کسی بندے کی

رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا

گردن چھڑانا [13] یا بھوک کے دن کھانا دینا [14] رشتہ دار

ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ

یتیم کو [15] یا خاک نشین مسکین کو [16] پھر ہو ان سے جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷

ایمان لائے [17] اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں [18] اور آپس میں مہربانی کی

ا۔ یعنی مکہ معظمہ کی جو سب سے پرانا شہر ہے، جسے خلیل اللہ نے بسایا، جس میں کعبتہ اللہ، مقام ابراہیم وغیرہ ہے، جہاں ہمیشہ سے حج ہوتا ہے، جہاں ہر متنفس کو امن و امان ہے، جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے، معلوم ہوا کہ حضور کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ حرمت ملی کہ رب نے ان کی قسم فرمائی تو جو صحابہ کرام حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ۲۔ حل یا حلول سے ہے، یا حلال سے، یعنی اے محبوب تم اس مکہ معظمہ میں عارضی طور پر تشریف فرما ہو، ورنہ تم کو یہاں رکھا نہ جاوے گا۔ تاکہ تمہاری زیارت کعبہ کی وجہ سے نہ کی جاوے یا آئندہ شاہانہ شان سے تشریف فرما ہونے والے ہو، یا تم حلال ہو کر مکہ معظمہ میں تشریف لانے والے ہو، فتح مکہ کے دن، خیال رہے کہ اس وقت مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی گئی، کہ وہ محبوب کی قیام گاہ ہے، اب چونکہ مدینہ منورہ حضور کا دائمی قیام گاہ ہے، لہٰذا بہت عظمت والا ہے، صوفیا فرماتے ہیں کہ عشاق رسول کا دل و جگر وہ شہر ہے جس میں حضور جلوہ گر ہیں، یا اس شہر میں دیدار یار کا بازار لگا ہے، جہاں عشق مصطفوی کے سودے ملتے ہیں، ان کی قسم ارشاد فرمائی۔ خیال رہے کہ جیسے مختلف شہروں میں مختلف چیزوں کی منڈیاں ہیں کسی سینہ میں کفرو طغیان کی منڈی ہے، کسی میں ایمان و عرفان کی، کسی میں عشق مصطفوی کی منڈی ہے، یہاں ان سینوں کی قسم ہے، جہاں عشق کی منڈی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ جیسے سورج کا نور لاکھوں شیشوں میں بیک وقت آ سکتا ہے ایسے ہی حضور کی تجلی لاکھوں سینوں میں بیک وقت جلوہ گر ہے اور جیسے لیمپ کی بتی کا نور گھر کے ہر گوشہ میں ہے ساتھ ہی چمنی کا رنگ ہر جگہ ہے، ایسے ہی جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے، جہاں رنگ مصطفوی نہیں، وہاں نور خدائی سے محرومی ہے، لہٰذا ارشاد ہو وانت حل بھذا البلد تم ان سینوں میں جلوہ گر ہو، اس سے معلوم ہوا کہ حضور محبوب اکبر ہیں، جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ بھی رب کی محبوب ہے، لہٰذا اولیاء کا سینہ رب کو پیارا ہے، کہ اس کی قسم فرمائی۔ ۳۔ یہاں والد سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں، اور ولد سے مراد ان کی اولاد، اس صورت میں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ تمام مخلوق میں انسان اشرف ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی، دوسرے یہ کہ باپ کا درجہ ماں سے زیادہ ہے کہ رب نے باپ کی قسم فرمائی نہ کہ ماں کی، یا باپ سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں حبیب اللہ پھر خلیل اللہ بہت عظمت والے ہیں، یا والد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد آپ کی امت، جیسے باپ اولاد کی اصل ہے ایسے ہی حضور ساری امت کی اصل، جیسے باپ اولاد کو تربیت دینے والا تعلیم دلانے والا اور پالنے والا ہے، ایسے ہی حضور اپنی امت کو پالنے اور تربیت دینے والے ہیں، جیسے بیٹا کسی درجہ میں پہنچ کر باپ کے برابر نہیں ہو سکتا، ایسے ہی امتی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، جیسے باپ کا رشتہ مر کر بھی نہیں ٹوٹتا، ایسے ہی امتی مر کر بھی امتی رہتا ہے، جیسے باپ کے تمام رشتہ دار اپنے عزیز ہوتے ہیں، کہ باپ کی ماں دادی، اس کا بھائی چچا، ایسے ہی حضور کے صحابہ، اہل بیت، اولیاء، علماء ہمارے لئے باعث عزت و فخر ہیں، جیسے باپ اپنے ہر کالے، گورے، عالم، جاہل اولاد کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے ایسے ہی حضور نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا، حضور نے انسانوں میں عالمگیر برادری پیدا فرما دی، اس صورت میں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی امتی کے روحانی باپ ہیں، بھائی نہیں، اسی لئے ان کی بیویاں امتی کی ماؤں

باقی صفحہ ۹۴۹ پر

ا۔ جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی دائیں طرف تھے یا جو قیامت میں عرش کے دائیں جانب ہوں گے' یا جن کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے' یا وہ جنت میں ہوں گے جو عرش کے دائیں طرف ہے' یا اصحاب میمنہ کے معنی ہیں 'یمن و برکت والے لوگ' برکت کے معنی ہیں نعمت کا دائمی نفع' تو مطلب یہ ہو گا کہ یہ لوگ اپنے اعمال سے دنیا' نزع' قبر و حشر' ہر جگہ ہمیشہ نفع اٹھائیں گے' یا ان کے اعمال سے خلقت ہمیشہ نفع اٹھاتی ہے' یا برکت ان کے دم قدم سے وابستہ ہے' کہ ان میں سے بعض اپنے خاندان کے لئے' بعض اپنی قوم کے لئے' بعض اپنے ملک کے لئے' بعض ساری دنیا کے لئے باعث برکت ہیں' غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا

وصیتیں کیں ۹ یہ داہنی طرف والے ہیں لہ اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا

هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾

وہ بائیں طرف والے ہیں ان پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ہے

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آيَاتُهَا ١٥ رُكُوعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا

سورج اور اس کی روشنی کی قسم ہے اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۵ اور دن کی جب

جَلَّاهَا ﴿٣﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿٥﴾

اسے چمکائے ۲ اور رات کی جب اسے چھپائے ۳ اور آسمان اور اسکے بنانے والے کی قسم ۴

وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿٧﴾ فَأَلْهَمَهَا

Page-948.bmp

اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم ۵ اور جان کی اور اسکی جس نے اسے ٹھیک بنایا ۶

فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ

پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی ۷ بیشک مراد کو پہنچا جس نے اسے

مَن دَسَّاهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ﴿١١﴾ إِذِ انبَعَثَ

ستھرا کیا ۸ اور نامراد ہوا جس نے معصیت میں چھپایا ۹ ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ۱۰ جبکہ اس کا

أَشْقَاهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ﴿١٣﴾

سب سے بدبخت اٹھ کھڑا ہوا ۱۱ تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ کے ناقہ اور اسکی پینے کی باری سے

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ

بچو ۱۲ تو انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ۱۳ تو ان پر ان کے رب نے انکے گناہ

فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾

کے سبب تباہی ڈال کر وہ بستی برابر کر دی ۱۴ اور اسکے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں ۱۵

ہیں ۲۔ جتنی تفسیریں میمنہ کی گزر چکیں اس کے مقابل تمام تفسیریں یہاں مشئمہ کی ہوں گی' یعنی بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے' یا عرش اعظم کے بائیں طرف کھڑے ہونے والے وغیرہ' یا وہ منحوس لوگ ہیں' کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کی قدر نہ کی' یا اپنے نیک اعمال سے آخرت میں فائدہ نہ اٹھایا' معلوم ہوا کہ کفر نحوست ہے ایمان برکت۔ خیال رہے کہ بعض اعمال بھی نحوست ہیں' جیسے عشاء کی نماز سے پہلے سونا' فجر کے وقت سوتا رہنا' ماں باپ کی نافرمانی' کھانے کے بعد جھاڑو دینا' پیاز کے چھلکے جلانا وغیرہ ۳۔ اس طرح کہ دوزخ کی چھت میں نہ روزن ہے نہ سوراخ' جس سے باہر سے ہوا یا روشنی آئے' یا اندر کا دھواں باہر نکلے' ۴۔ اس سورت میں سات قسمیں مذکور ہیں' پہلے سورج اور اس کی روشنی کی قسم' چونکہ سورج سے عالم کا نظام' جانداروں کی عمریں' کھیتوں' باغوں' دانوں و پھلوں کا پکنا وابستہ ہے' اس لئے پہلے اس کا ذکر ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک سورج حضور ہیں۔ اور شریعت و طریقت حضور کی روشنی' خیال رہے کہ حضور کو چند وجوہ سے سورج کہا گیا' ایک یہ کہ دنیا میں ہر وقت سورج کا فیض رہتا ہے' دن میں بلاواسطہ' رات میں چاند تاروں کے واسطہ سے' ایسے ہی حضور کا فیض عالم میں ہمیشہ رہا۔ اور رہے گا۔ ظہور سے پہلے انبیاء کرام کے ذریعہ سے اور پردہ فرمانے کے بعد علماء و اولیاء کے ذریعہ سے' حضور سورج ہیں' انبیاء' تارے' علماء امت ذرے' دوسرے یہ کہ چاند تارے' گیس بجلی وغیرہ رات میں روشنی تو کر سکتے ہیں' مگر رات کو بھگا نہیں سکتے' سورج رات کو دفع کر کے دن نکال دیتا ہے' ایسے ہی دل سے کفر کی رات صرف حضور کے ذریعہ سے دفع ہو سکتی ہے' کفار ہزارہا نیکیاں کرنے پر بھی مومن نہیں ہوتے' تیسرے یہ کہ سورج ہزارہا میل دور سے ناپاک زمین کو خشک کر کے پاک کر دیتا ہے۔ ایسے ہی حضور ہزارہا میل سے ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتے ہیں وَيُزَكِّيهِمْ ' چوتھے یہ کہ رات بھر کی برف و اوس کو پانی بنا کر بہا دیتا ہے' حضور کی نگاہ کرم دور ہی سے ہمارے دلوں سے گناہ و غفلت کی برف نکال دیتی ہے' حضور ہی نے کعبہ سے بت نکالے' کعبہ دل سے بھی بت وہی نکالتے ہیں' پانچویں یہ کہ سورج نکلنے پر لوگوں کی غفلت دور ہو جاتی ہے' چوروں سے امن نصیب ہوتا ہے' جس دل میں حضور کی تجلی ہو' وہاں نہ غفلت ہو' نہ شیطان کا کھٹکا' چھٹے یہ کہ ہر شاہ و گدا' امیر و فقیر کو سورج کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر نبی ولی' نیک کار گنہگار کو حضور کی حاجت ہے' ساتویں یہ کہ سورج سے سب تارے نور لیتے ہیں' سورج نے براہ راست رب سے نور لیا۔ ایسے ہی حضور سے سب فیض پاتے ہیں حضور نے رب سے سب کچھ لیا' آٹھویں یہ کہ سورج کی تجلی ایک ہی ہے مگر مختلف تاروں میں مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں' ایسے ہی حضور کا نور قادریوں' چشتیوں' سہروردیوں' نقش بندیوں کے سینوں میں مختلف قسم کی تجلی دے رہا ہے' خیال رہے کہ حضور کی تجلی دو قسم کی

باقی صفحہ ۹۹۱ پر

۔ (شان نزول) یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی' جب آپ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے بہت زیادہ قیمت دے کر خریدا' اور آزاد کیا' خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا' جو نہایت مخلص مومن تھے' اور کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں گرفتار تھے' جن میں حضرت بلال اور مالک بن فہیرہ بڑے اولیاء کاملین اور شاندار ہیں۔ رضی اللہ عنہم' نیز مسجد نبوی کی زمین حضور نے ابوبکر صدیق ہی کے مال سے خریدی' چالیس ہزار اشرفیاں حضور پر اور دینی خدمات میں خرچ فرما کر' کمبل کا لباس پہنا' جس کو کانٹوں سے سیا (تفسیر عزیزی) ا۔ یہاں یا تو عام رات و دن کی قسم ہے' کیونکہ

سورۃ اللیل مکیۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ایاتہا ۲۱ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ

رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

نر و مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے تو وہ جس نے دیا اور

وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷

پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ فَسَنُيَسِّرُهٗ

اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے

لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱ اِنَّ عَلَيْنَا

دشواری مہیا کر دیں گے اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا بیشک

لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ

ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں تو میں تمہیں

نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝۱۵ الَّذِيْ كَذَّبَ

ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا

وَتَوَلّٰى ۝۱۶ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ

اور منہ پھیرا اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ

يَتَزَكّٰى ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝۱۹ اِلَّا

ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝۲۰ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝۲۱

رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا

رات موت کو اور دن قیامت کو یاد دلاتے ہیں' نیز رات انسان کے علم' ہوش' قوت و قدرت سب کو ڈھانپ لیتی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی نہیں' نیز رات فاسق' صالح' غافل و ذاکر کو ظاہر کر دیتی ہے' کیونکہ رات ہی میں چور' زانی' بدمعاش جرم کرتے ہیں' عشاق تہجد میں روتے ہیں' چونکہ رات دن سے پہلے بھی ہے' اور افضل بھی' اس لئے رات کا ذکر پہلے ہوا' دن کا بعد میں' یا رات اور دن سے مراد حضرت بلال کے وہ دن رات ہیں جن میں وہ امیہ بن خلف کے گھر سخت مصیبتوں میں ذکر اللہ کرتے تھے' چونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری ہے' اس لئے حضرت بلال کی ان رات و دن کی قسم ارشاد ہوئی' یا رات و دن سے عشاق کی راتیں و دن مراد ہیں کہ ان کی راتیں فکر یار میں' دن ذکر یار میں کٹتے ہیں' لہٰذا ان کی قسم ارشاد ہوئی' یا رات سے مراد مومن کے غفلت کے اوقات ہیں' جن میں وہ خطا کر لیتا ہے دن سے مراد بیداری کے وقت ہیں' جن میں توبہ' آہ و فغاں کرتا ہے' چونکہ مومن کا گناہ گریہ و زاری' توبہ و شرمساری کا ذریعہ ہے' اس لئے اس کی قسم بھی ارشاد ہوئی' توبہ پیدا کرنے والا گناہ' تکبر پیدا کرنے والی عبادت سے افضل ہے آدم علیہ السلام کا گندم کھالینا' ابلیس کی تمام عبادات سے افضل ہے ۲۔ انسانوں میں یا تمام حیوانات میں یا ساری مخلوق میں' مگر خالق جوڑ سے پاک ہے' خلقت جوڑ والی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ خنثٰی مشکل واقع میں نر ہے یا مادہ' علیحدہ چیز نہیں' اسی طرح خچر نر ہے یا مادہ' کیونکہ رب نے صرف نر مادہ پیدا فرمائے' نہ کہ تیسری قسم ۳۔ اے ابوبکر صدیق' اور امیہ بن خلف' یا اے قرآن پڑھنے والو' یا اے انسانو! پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں کہ یہ آیات ابوبکر صدیق پر رحمت' امیہ بن خلف پر عتاب کے لئے اتریں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق مومن برحق' صحابی اور بڑے متقی ہیں' کہ انہیں رب نے کفار سے مختلف قرار دیا' دوسرے یہ کہ انسان کو بے کار نہ رہنا چاہیے' کوشش کرتا رہے'

ع ۱۷

جسم کی مشین کو معطل نہ کر ڈالے' تیسرے یہ کہ تمام انسان یکساں نہیں' مومن و کافر' متقی و فاسق' دنیادار' دیندار مختلف ہیں' ان کے اعمال و کوششیں جداگانہ' جو ان سب کو ایک کرنا چاہے' وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے' ان میں ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا ۴۔ ابوبکر صدیق کی کوشش اور ہے' امیہ بن خلف کی کوشش کچھ اور' عقل کی کوشش اور ہے' روح کی کچھ اور' ہر چیز اپنے اصل میں جانے کی طرف کوشاں ہے' نفس امارہ کا وطن آگ ہے' روح کا وطن جنت کا گلزار' خیال رہے کہ انسان جانی' مالی لاکھوں اعمال کرتا ہے مگر یہ تین قسم کے ہیں' محض خیر' محض شر' ایک لحاظ سے خیر ایک لحاظ سے شر' اگر کام بھی اچھا ہو کرنے والی کی نیت بھی خیر ہو' عقیدہ بھی درست تو عمل بالکل خیر ہوتا ہے' جیسے حضرت بلال کو صدیق اکبر کا آزاد فرمانا' جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یعنی وہ ابوبکر صدیق جنہوں نے اپنا

باقی صفحہ ۹۸۳ پر

ـ اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ کچھ دنوں کے لئے وحی بند ہو گئی۔ تو بعض بد باطن کفار بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور انہیں ناپسند فرمایا' ان کے جواب میں یہ سورہ شریف نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) سورہ واللیل میں ابو بکر صدیق پر سے کفار کے طعن دفع فرمائے گئے تھے۔ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفع کئے گئے' غرضیکہ وہ سورت صدیقی تھی یہ سورت محمدی ہے' علیہ الصلوۃ و السلام (عزیزی) اـ یا تو چاشت سے مراد عام دوپہر ہے' اور رات کے پردہ ڈالنے سے مراد شب کا آخری حصہ ہے' چونکہ ان وقتوں میں نماز چاشت و تہجد ہوتی ہے' نیز موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو پہلی تبلیغ،

سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُہَا ۱۱ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالضُّحٰی ۝۱ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝۲ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝۳

چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے لـ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا ۲ اور نہ مکروہ

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝۴ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ

جانا ۳ اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے ۴ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا

فَتَرْضٰی ۝۵ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝۶ وَوَجَدَکَ ضَآلًّا

رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۵ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی ۶ اور

فَہَدٰی ۝۷ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝۸ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْہَرْ ۝۹

تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی ۷ اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْہَرْ ۝۱۰ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝۱۱

۸ تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو ۹ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ۱۰

سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُہَا ۸ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۝۲

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ۱ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا

الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَہْرَکَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝۴

جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی ۲ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۳

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۶

تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۴ بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۵

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝۸

تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو ۶ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ۷

جادوگروں پر فتح، فرعون سے نجات' نیز حضور کو عطاء نبوت چاشت کے وقت ہوئی' اور موسیٰ علیہ السلام سے طور والا کلام اور حضور کو معراج رات میں ہوئی۔ اس لئے ان دونوں کی قسم ارشاد ہوئی' یا چاشت سے مراد حضور کا رخ روشن ہے' جس سے دل چمک گئے' اور رات سے مراد ان کی زلف عنبریں جس کے صدقہ میں سیاہ کاروں کی عیب پوشی ہو گی' یا چاشت سے مراد حضور کے ظاہری احوال کریمہ' جو روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور رات سے مراد حضور کے چھپے ہوئے اسرار و احوال جن کی خبر بغیر پروردگار کسی کو نہیں' یا چاشت سے مراد حضور کا زمانہ ہے جب کہ نبوت کا سورج ظاہر تھا' اور رات سے مراد حضور کے بعد کا زمانہ' خلافت راشدہ کے دور میں چاندنی رات تھی' بعد میں اندھیری رات ہے' جس میں علماء و صوفیاء کی مشعلیں چمک رہی ہیں' یا چاشت سے مراد ظہور عظمت کا زمانہ ہے' اور رات سے مراد غربت اسلام کا زمانہ ہے' جو قریب قیامت ہو گا وغیرہ (عزیزی) ۲ـ یعنی گزشتہ زمانہ میں رب کی رحمت کا تعلق ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا' کیونکہ وَدَّعَ ماضی مطلق ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے نبی ہیں' اگرچہ نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا' دوسرے یہ کہ حضور میں خدائی طاقتیں ہیں' کیونکہ آپ کا کنکشن ہمیشہ رب سے ایسا ہے' جیسا مشین کا تعلق بجلی کی پاور سے' جیسے مشین میں بجلی کی پاور ہوتی ہے' حضور میں اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت ہے' اس پر آیات و احادیث شاہد ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور کو رب تعالیٰ سے ایسی وابستگی ہے' جیسے لیمپ کے نور کو چمنی سے کہ جہاں لیمپ کا نور ہے وہاں چمنی کا رنگ جو حضور سے وابستہ ہے' وہ رب سے تعلق رکھتا ہے۔ جو حضور سے علیحدہ ہے وہ رب سے علیحدہ ۳ـ یعنی رب تعالیٰ آپ سے کبھی ناراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا' جو رب کی ناراضگی کا باعث ہو' انبیاء کرام کی خطائیں رب کی عطائیں ہوتی ہیں' دیکھو ہماری کتاب قہر کبریا' ان پر رب کا عتاب محبوبانہ ہوتا ہے۔ ۴ـ یعنی آپ کے لئے برزخی زندگی' دنیاوی زندگی سے بہتر ہے کہ اس میں آپ کو ہر وقت وصال اور ہر آن آپکو معراج ہے' اس سے مسئلہ حیات النبی ثابت ہوا' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح برزخ میں بہترین جگہ ہے' اور بہتر جگہ حضور کا جسم اطہر اور قبر انور ہے۔ جو جنت بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے' یا آپ کی اخروی زندگی جو بعد قیامت شروع ہو گی۔ دنیاوی زندگی سے افضل ہے کہ دنیا میں آپ کے فضائل قال سے معلوم ہوئے' وہاں حال سے معلوم ہوں گے' جن کا کوئی انکار نہ کر سکے گا' یوسف علیہ السلام کی قدر مصر میں معلوم ہوئی' حضور کی عظمت کماحقہٗ قیامت میں ظاہر ہو گی' وہاں آپ کے لئے مقام محمود' شفاعت کبریٰ تمام نبیوں کے حق میں آپ کی گواہی ہو گی حوض کوثر' وسیلہ عطاء فرمایا جاوے گا۔ یا ہر آخری گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی

باقی صفحہ ۹۹۴ پر

سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ

انجیر کی قسم اور زیتون لہ اور طور سینا کی اور اس امان والے

الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴

شہر کی تہ بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا شہ

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا ہ مگر جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ

کام کیے شہ کہ انہیں بے حد ثواب ہے شہ تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے

بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

پر باعث ہے شہ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں شہ

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۹ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

پڑھو لہ اپنے رب کے نام سے لہ جس نے پیدا کیا آدمی کو لہ خون کی پھٹک سے

عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴

بنایا لہ پڑھو لہ اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم تہ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا لہ

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝۵ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶

آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا لہ ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸ اَرَءَيْتَ

اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا لہ بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے لہ بھلا دیکھو تو

ا انجیرو زیتون کی اس لئے قسم فرمائی گئی۔ کہ ان میں ظاہری و باطنی خوبیاں جمع ہیں' چنانچہ انجیر غذا بھی ہے' میوہ بھی' اور بہترین دوا بھی' کہ اس میں فضلہ بالکل نہیں' اس کی لکڑی کا دھواں مچھرو کیڑے مکوڑوں کو مار دیتا ہے اور زیتون کے درخت کی عمر تین ہزار سال ہے خشک پہاڑوں میں ہوتا ہے' پرورش اور پانی کا محتاج نہیں' خود رو ہے' اس کا تیل نہایت صاف روشنی دیتا ہے اور سالن کی جگہ کھایا جاتا ہے' نیز حضرت آدم و حوا' جنت سے انجیر کے پتے جسم پر لپیٹے دنیا میں آئے' اور زمین کی ہرنی کو یہ پتے کھلا دیئے' جس سے اسے حسن اور مشک نصیب ہوا (روح) موسیٰ علیہ السلام سے رب نے پہلا کلام جو فرمایا وہ غالبا" درخت انجیر ہی کے ذریعہ فرمایا من الشجرة ان یا موسیٰ انی انا اللہ، زیتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کا درخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس درخت کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی' بعض لوگ بزرگوں کے جنگل کی تعظیم کرتے ہیں ان کی اصل یہ آیت ہے' رب نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمایا تھا۔ "اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی" اے موسیٰ اپنے جوتے اتار دو' تم بزرگ جنگل میں ہو۔ عشاق فرماتے ہیں کہ انجیر سے مراد حضور کے الفاظ طیبہ ہیں' جو میٹھے' مفید اور ہمیشہ کار آمد ہیں۔ اور زیتون سے مراد حضور کے خیالات جو ہمیشہ نافع ہیں' یا انجیر سے مراد ابوبکر صدیق ہیں جو سراپا رحمت ہیں' اور زیتون سے مراد عمر فاروق' جن کی خلافت اسلام کے لئے بڑی مفید ہے' یا انجیر سے مراد شریعت ہے اور زیتون سے مراد طریقت ۲۔ طور پہاڑ کو کہتے ہیں اور سینا سرسبز جنگل کو' اب اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہوئے چونکہ اس پہاڑ اور جنگل کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے اس لئے اس کی عظمت ظاہر فرمائی گئی' خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام طالب تھے اور تورات مطلوب' اس لئے وہ کتاب لینے طور پر گئے' مگر حضور مطلوب ہیں اور قرآن کریم طالب' اس لئے قرآن حضور کے پاس آیا' جب حضور مکی تھے' تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں' جب حضور مدنی ہو گئے' تو آیات بھی مدنیہ ہوئیں' مکہ اور مدینہ کا ہر گلی کوچہ طور سینا ہے' عشاق کہتے ہیں کہ حضور کا سینہ فیض کا گنجینہ طور سینا ہے' جہاں ہر وقت رب کی تجلی ہوتی ہے' یہ ہی سینہ حقیقت' اور معرفت کا گنجینہ ہے' یا عثمان غنی طور سینین کہ آپ جامع قرآن ہیں آپ کے ذریعہ لوگوں نے رب کا کلام سنا' آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے کیونکہ حدیبیہ میں حضور نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ فرمایا اور حضور کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۳۔ مکہ معظمہ کی' چونکہ انجیر وغیرہ مذکور چیزیں مکہ والوں سے غائب تھیں' مکہ معظمہ سامنے تھا' اس لئے وہاں ہذا نہ فرمایا' یہاں فرمایا' عام شہروں میں

ع ۸/۲۰

خاص خاص علاقوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں' لیکن مکہ معظمہ میں تمام جہان کی ضرورتیں ہے کہ یہ ہر ملک کے سامان کی منڈی ہے' ہر جگہ کا سکہ اور آدمی یہاں ملتا ہے' اس لئے یہ بڑا شہر ہے' امین کے معنی ہیں امن والا' کہ یہاں انسان بلکہ شکاری جانوروں' خود رو درختوں کو بھی امان ہے' یا امین کے معنی ہیں امانت والا' کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور امانت کچھ عرصہ رہے' پھر آپ نے مدینہ بسایا' امین فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا' کہ مکہ حضور کی وجہ سے قسم فرمانے کے لائق ہوا۔ کیونکہ حضور کے سوا باقی تمام متبرک چیزیں کعبہ' عرفات' منیٰ وغیرہ وہاں ہی رہیں' خیال رہے کہ مکہ معظمہ میں حضور سے کلام الٰہی ہوا۔ حضور کو قرآن ملا' حضور کو معراج ملی' جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو' اس لئے طور کے بعد مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا' عشاق کے مشرب میں امانت والا شہر قلب پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ ۹۸۶ پر

ا۔ (شان نزول) یہ آیت ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی' اس نے حضور کو بیت اللہ شریف میں نماز سے روکا تھا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ اگر میں حضور کو یہاں نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کی گردن کچل دوں گا۔ (معاذ اللہ) حضور وہاں نماز پڑھ رہے تھے' کہ وہ مردود اس برے ارادے سے بڑھا' مگر فوراً الٹے پاؤں پیچھے بھاگا' لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق اور خطرناک پرندے ہیں' حضور نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر دیتے' یہاں الذی ینھی سے ابوجہل مراد ہے' اور عبدا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نماز میں اپنی بندگی کا اظہار ہوتا ہے' نیز ملازم جب کار سرکار میں ہو تو

الَّذِیْ یَنْهٰىۙ ⑨ عَبْدًا اِذَا صَلّٰىؕ ⑩ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ

جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے ۱؎ بھلا دیکھو تو اگر وہ

عَلَى الْهُدٰۤىۙ ⑪ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰىؕ ⑫ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ

ہدایت پر ہوتا یا پرہیزگاری بتاتا تو کیا خوب تھا ۲؎ بھلا دیکھو تو اگر جھٹلایا اور منہ پھیرا تو

وَ تَوَلّٰىؕ ⑬ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰىؕ ⑭ كَلَّا لَىٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ

کیا حال ہوگا ۳؎ کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۴؎ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِۙ ⑮ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍۚ ⑯

تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے ۵؎ کیسی پیشانی جھوٹی خطاکار ۶؎

فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗۙ ⑰ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَۙ ⑱ كَلَّاؕ لَا تُطِعْهُ

اب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں ۷؎ ہاں ہاں اس کی نہ سنو

وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ۩ ⑲

اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ ۸؎

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ① وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ

بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ۱؎ اور تم نے کیا جانا کیا شب

الْقَدْرِؕ ② لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍؕ ③

قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ۲؎

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْۚ مِنْ

اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ۳؎ اپنے رب کے حکم سے

كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

ہر کام کے لئے ۴؎ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ۵؎

اس کا مقابلہ حکومت کا مقابلہ ہوتا ہے اسی لئے یہاں عبدًا ارشاد ہوا' لہٰذا آیت کریمہ میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے' اور ابوجہل پر انتہائی غضب' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہ آیت حکم نماز آچکنے کے بعد یعنی معراج کے بعد کی ہے' گزشتہ آیات سے ۱۳ برس بعد کی' کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے یہی شرعی نماز مراد ہے' جو معراج میں فرض ہوئی' دوسرے یہ کہ جب کعبہ معظمہ میں بت تھے' تب بھی حضور اسی کا طواف' اسی کی طرف نماز ادا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر مقابر اولیاء اللہ پر ناجائز چیزیں ہوتی ہوں تو وہ مقامات متبرک ہی رہیں گے' تیسرے یہ کہ مسلمان کو نماز سے روکنا ابوجہل کا کام ہے۔ **مسئلہ** چند موقعوں پر نماز سے روکنا جائز ہے' مکروہ وقت میں نماز سے' مغصوبہ زمین میں نماز سے' خاوند بیوی کو تہجد و نوافل سے' مالک غلام کو' اور اجیر خاص کو نوافل سے روک سکتا ہے۔ جب کہ ان کی خدمت میں خلل پڑتا ہو' مگر فقہاء فرماتے ہیں' کہ جو کراہت کے وقت نماز پڑھنے لگے' تو اسے نماز سے نہ روکو' بعد میں مسئلہ سمجھا دو' تاکہ اس آیت کی زد میں نہ آجاؤ۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو مسجد سے روکنا گویا نماز ہی سے روکنا ہے کیونکہ ابوجہل نے حضور کو حرم شریف سے منع کیا تھا' نہ کہ نفس نماز سے' مگر رب تعالیٰ نے اسے نماز سے منع کرنا قرار دیا۔ **مسئلہ:۔** چند شخصوں کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے' ناسمجھ بچہ' یا دیوانہ کو جسے پیشاب پاخانہ کی تمیز نہ ہو' جس کے منہ سے کچے پیاز یا لہسن یا حقہ کی بو آ رہی ہو' جس کے جسم پر بدبودار زخم ہو' وہ بدمذہب جس کے مسجد میں آنے سے فساد ہو' دیکھو حضور نے فتح مکہ کے بعد مشرکین کو حج و طواف سے روک دیا' بلکہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا ۲۔ یعنی اے محبوب ذرا دیکھو تو' یا اے قرآن پڑھنے والو غور تو کرو کہ اگر ابوجہل ہدایت پر ہوتا' یا دوسروں کو بھی ہدایت کرتا' تو اس کا کیا درجہ ہوتا' کہ وہ مومن ہوتا پھر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جاتا۔ حضور کا عزیز ہو کر رب کا پیارا بن جاتا' بیت اللہ شریف میں رہتا تھا' ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ پاتا' قوم کا سردار تھا' اس کی وجہ سے اس کے ماتحت لوگ بھی ایمان لے آتے' تو سب کا ثواب اسے ملتا خیال رہے کہ ہدایت کے بہت معنی ہیں جیسا مہدی اور جیسا اس کا مقابل' ویسے ہی اس کے معنی ہیں' یہاں طغیان کے معنی میں مقابل ہے' لہٰذا اس سے مراد عجز و نیاز اور دل کی نرمی' یہ چیزیں اللہ کی بڑی نعمت ہیں کھیت و باغ نرم زمین میں ہی لگتے ہیں' سنگلاخ میں نہیں لگتے' جہاں کچھ بونا ہوتا ہے اس زمین کو ہل وغیرہ سے اور بھی نرم کر لیتے ہیں' جس دل میں اللہ ایمان و عرفان کا تخم بونا چاہتا ہے اسے نرمی اور عجز بخشتا ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گزشتہ لوگوں کے طغیان و عرفان اور ایمان میں غور کرنا بھی عبادت ہے' کہ اس سے ہدایت نصیب ہوتی ہے' میلاد شریف و عرس بزرگان کا یہ ہی منشا ہے'

باقی صفحہ ۹۵۹ پر

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

نہ تھے[1] جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے[2] وہ کون وہ اللہ کا رسول[3] کہ پاک

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ

صحیفے پڑھتا ہے[4] ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں[5] اور پھوٹ نہ پڑی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا

کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس تشریف لائے[6] اور ان لوگوں کو تو

اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا

یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ

کریں اور زکوٰۃ دیں[7] اور یہ سیدھا دین ہے[8] بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک[9] سب جہنم کی آگ میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہیں[10] ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں[11] بے شک جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ

اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہے[12] ان کا صلہ ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ

۱۔ یعنی عرب کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کفر اور ضد میں اتنے پختہ تھے کہ کسی صورت میں اپنا دین چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے' اولاً تو اہل عرب قدرتی طور پر سخت دل اور سرکش ہیں' دوسرے اس خطہ میں اسماعیل علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی رسول نہیں آئے' جس سے ان کی جہالت اور زیادہ ہو گئی' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اگرچہ اہل کتاب اور مشرکین سب ہی کافر ہیں مگر چونکہ اہل کتاب کو کسی پیغمبر سے نسبت ہے اس لئے ان کے احکام نرم ہیں دیکھو یہاں اہل کتاب کا ذکر پہلے ہے' ان کا ذبیحہ اور عورتیں حلال ہیں' اگر یہ ایمان قبول کریں' تو انہیں دوگنا ثواب ہے جب پیغمبر سے نسبت کفار کو اتنا فائدہ دے دیتی ہے' تو جس مومن کو حضور سے خصوصی نسبت ہو جاوے اس کا کیا پوچھنا' دوسرے یہ کہ حضور نے ایسی قوم کو درست فرمایا' کہ جس کی اصلاح بظاہر ناممکن تھی۔ تیسرے یہ کہ آسمانی کتابوں پر عمل ان کے نسخ سے پہلے ہدایت تھا' نسخ کے بعد گمراہی ہو گیا' جیسے طبیب کا پرانا نسخہ جواب مریض کو مضر ہے ۲۔ روشن دلیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ آپ توحید الٰہی' تمام دینی امور بلکہ خود اپنی آپ دلیل ہیں یعنی اے محبوب اہل عرب اپنی ہدایت میں آپ کے منتظر تھے' یا اے محبوب اس خطہ میں آپ کے سوا کوئی دوسرا ہدایت نہ دے سکتا تھا۔ یہاں اگر کوئی جلالی پیغمبر جلوہ گر ہوتا' تو ان سے مایوس ہو کر انہیں تو بددعا سے ہلاک کرا دیتا اور سرزمین کو ویران کرا دیتا' جیسے ثمود و عاد کا حال ہوا تم نے انہیں مومن صحابی بنایا' اور مکہ و مدینہ میں بہاریں لگا دیں' خیال رہے کہ دلیل وہ ہے جس سے دعویٰ ثابت کیا جاوے' اور روشن دلیل وہ جس پر جرح قدح نہ ہو سکے' جیسے سورج کے لئے دھوپ' یا آگ کے لئے دھواں' یا گواہوں میں سرکاری گواہ' چونکہ حضور سراپا معجزہ ہیں' پھر آپ کا عرب جیسے ملک میں پاک باز' راست گو رہنا بغیر کسی کی شاگردی کے' غیب و شہادت پر علیم و خبیر ہونا' رب کی الوہیت' خود حضور کی نبوت کا روشن ثبوت ہے' اس لئے حضور کو بینہ فرمایا ۳۔ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم' یہاں یہ نہ فرمایا کہ کس کی طرف رسول' معلوم ہوا کہ حضور ساری خدائی کے رسول ہیں' رسول اور وکیل دونوں دوسرے کا کام کرتے ہیں' مگر وکیل اپنی ذمہ داری پر' رسول' بھیجنے والے کی ذمہ داری پر کہ رسول کا کلام و کام اپنا نہیں ہوتا' بھیجنے والے کا ہوتا ہے' حضور کا ہر کلام و کام بلکہ ہر ادا رب کی طرف سے ہے' کیونکہ اس کے رسول ہیں' اور ہر حالت میں رسول ہیں لہٰذا حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' حضور کی مدح رب کی حمد ہے' خیال رہے کہ رسول کی تنوین تعظیمی ہے' یعنی شاندار رسول جو ہمیشہ سے رسول ہیں' حضرت آدم آب و گل میں تھے' کہ وہ نبی تھے' ہمیشہ تک رسول کہ انسان مر کر بادشاہ کی حکومت سے نکل جاتا ہے۔ مگر حضور کا امتی رہتا ہے' اس لئے قبر میں ان کی پہچان کرائی جاتی ہے' حضور سے پہلے یہ سوالات قبر نہ تھے' ہر حالت میں رسول کہ سوتے جاگتے چلتے پھرتے رسول ہیں' اسی لئے حضور کی عادات پر عمل ہمارے لئے عبادت ہے' سب کے رسول کہ قیامت میں اپنا کلمہ پڑھانے والے سارے رسول حضور کا پڑھیں گے۔ من اللہ سے یہ بتایا کہ ان کی رسالت تمہارے ووٹوں سے نہیں' تاکہ تم انہیں ریٹائر یا خارج کر سکو' بلکہ وہ رب کی طرف سے رسول ہیں' جیسے تم چاند و سورج کو بجھا نہیں سکتے' ایسے ہی انہیں گھٹا نہیں سکتے ۴۔ یعنی قرآن شریف جو تمام پچھلے صحیفوں کا جامع ہے' اور ہر طرح پاک ہے کہ پاک جگہ سے پاک فرشتوں کے ذریعہ پاک نبی پر آیا' پھر ہمیشہ پاک زبانوں' پاک سینوں' پاک ہاتھوں میں رہے گا' نیز ملاوٹ' ردو بدل سے محفوظ ہے' خیال رہے کہ

باقی صفحہ ۹۹۰ پر

اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾

رہیں لہ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی نہ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے تہ

سُوۡرَۃُ الزِّلۡزَالِ مَدَنِیَّۃٌ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | اٰیَاتُہَا ۸ رُکُوۡعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ

جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک

اَثۡقَالَہَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَہَا ۚ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ

دے تہ اور آدمی کہے اسے کیا ہوا شہ اس دن وہ اپنی خبریں

اَخۡبَارَہَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ؕ﴿۵﴾ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ

بتائے گی ہ اس لئے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا ہ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف

النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ ؕ﴿۶﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ

پھریں گے کئی راہ ہو کر تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں شہ تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے

ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾

اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا ہ

سُوۡرَۃُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | اٰیَاتُہَا ۱۱ رُکُوۡعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی لہ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر لہ

فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ

پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں تہ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں تہ پھر دشمن کے بیچ لشکر میں

لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ

جاتے ہیں ہ بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور بیشک وہ اس پر خود گواہ ہے اور

۱۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دنیاوی نعمتیں صالحین کی جزا نہیں' یہ تو بھتہ کی طرح کرم ہے' جیسا کہ جَزَآؤُهُم سے معلوم ہوا۔ دنیا میں مصیبتیں بھی آویں گی' دوسرے یہ کہ آخرت کی نعمتیں ایمان و عمل کا عوض ہیں' اچھا کاٹنا چاہتے ہو' تو اچھا بوؤ' جیسا کہ جزاؤھم سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ دنیا منزل ہے جنت اصلی مقام' جیسا کہ عدن سے معلوم ہوا' عدن کے معنی ہیں اصلی مقام' اسی لئے کان کو معدن کہتے ہیں' کہ وہ دھات کی اصلی قیام گاہ ہے' چوتھے یہ کہ جزا کے لئے جنت میں داخلہ کے بعد نہ وہاں سے نکلنا ہے نہ موت جیسا کہ خالدین سے معلوم ہوا' حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا قیام جنت اور حضور کا معراج میں وہاں داخلہ جزا کے لئے نہ تھا۔ لہٰذا وہاں سے یہ حضرات تشریف لے آئے ۲۔ یا تو جنت میں پہنچ کر وہاں اعلان ہو گا' کہ جنتیو' ہم تم سے راضی ہیں' کبھی ناراض نہ ہوں گے' اس اعلان سے جنتیوں کو جو سرور و فرحت حاصل ہو گی' وہ بیان سے باہر ہے' خیال رہے کہ یہاں رضا غضب کا مقابل نہیں' بلکہ بمعنی خوشنودی ہے' جس کا ظہور خاص جنت میں ہو گا ورنہ دنیا میں بھی نہ رب ان سے ناراض تھا' نہ وہ رب تعالیٰ سے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کی خوشنودی جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی' عاشق کے لئے محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں' اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا' اسی رضا کے لئے حضرت خلیل نے فرزند کی' حضرت حسین نے اپنے نفس و اہل کی قربانی دی' اسی رضا کے لئے مسلمان مجاہد و شہید بنتے ہیں' دوسرے یہ کہ رب کی رضا اور اس کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں' یہ خاص کرم ہے' یا دنیا میں رب ان سے وہ رب سے راضی ہیں' رضا الٰہی کی علامات یہ ہیں' کہ بندہ کو اعمال خیر کی توفیق ملتی ہے' مخلوق کے دل اس کی طرف کھنچتے ہیں اور لوگوں میں اس کا ذکر خیر رہتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں' بندے کی رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ رنج و خوشی' عیش و مصیبت ہر حال میں رب سے راضی رہتا ہے' اس کے تشریعی سخت احکام بخوشی بجالاتا ہے' جب بیمار ڈاکٹر سے راضی ہے' تو اس کی کڑوی دوا' اپریشن سے بھی راضی' یہ نعمت کسی کسی کو ملتی ہے ۳۔ یعنی یہ رضا ان خوش نصیبوں کو ہے' جن کے دل میں خوف خدا ہے' خیال رہے کہ خوف ایذاء کا بھی ہوتا ہے جیسے سانپ' بچھو سے خوف اور ظلم کا بھی' جیسے ظالم حاکم کا ڈر' ان کا نتیجہ نفرت ہے' اور خوف محبت والا بھی ہوتا ہے' جیسے کریم سلطان کے دربار کی ہیبت' یا بچے کے دل میں مہربان باپ کا ڈر' اس کا نتیجہ اطاعت ہے' رب تعالیٰ سے خوف تیسری قسم کا چاہیے یہ خوف بقدر ایمان ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان کامل اسی قدر خوف خدا زیادہ' جس کے دل میں رب کا ڈر ہو گا' اس کے دل میں مخلوق کا خوف نہ ہو گا' بلکہ مخلوق اس سے ڈرے گی' اس آیت سے معلوم ہوا' کہ ہر ولی و بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں' یہ لفظ صحابہ سے خاص نہیں' مَن خَشِیَ عام ہے ۴۔ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں' ایک یہ کہ قیامت کے قریب عام زمین پر سخت زلزلہ آوے گا' جس سے زمین پھٹ کر اپنے اندر کے بعض خزانے' سونے چاندی کی کانیں نکال پھینکے' تب تو بوجھ سے مراد یہ بعض وغیرہ ہیں' دوسرے یہ کہ قیامت کے دن دوسرے نفخہ پر صور کی آواز کے صدمہ سے زمین میں سخت زلزلہ ہو گا' اور زمین پھٹ کر اپنے اندر کے مدفون جن و انس کی نعشیں نکال دے گی' خیال رہے کہ جن و انس اپنی زندگی میں زمین پر بوجھ ہیں' بعد دفن زمین کا بوجھ' اسی لئے انہیں ثقلین کہا جاتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ زمین کا زلزلہ کبھی کسی چیز کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے' جیسے حضور کی ولادت پر

باقی صفحہ ۹۹۱ پر

ا۔ یعنی غافل انسان مال کی محبت کی وجہ سے سخت دل ہے' کیونکہ مال کی محبت سختی دل کا باعث ہے' جیسے حضور کی محبت نرمی دل کا سبب ہے دیکھو یزید' فرعون' شداد' جانوروں سے زیادہ سخت دل تھے' محض محبت مال سے۔ یا غافل انسان مال کی محبت میں سخت دل ہے' دین میں نرم' اسی لئے عام طور پر لوگ دنیا کے لئے وہ مشقتیں جھیل لیتے ہیں' جو دین کے لئے نہیں جھیلتے' خیال رہے کہ محبت مال چار طرح کی ہے' حب ایمانی' جیسے حج وغیرہ کے لئے مال کی چاہت' حب نفسانی' جیسے اپنے آرام و راحت کے لئے مال سے رغبت' حب طغیانی' جیسے محض جمع کرنے اور چھوڑ جانے کے لئے مال سے محبت' حب شیطانی یعنی گناہ و سرکشی کے لئے مال کی محبت'

لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ

بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور کرا ہے لہ تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں

مَا فِي الصُّدُورِ ﴿١٠﴾ إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَخَبِيرٌ ﴿١١﴾

ہیں لہ اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے تہ بے شک ان کے رب کو اس دن ان کی سب خبر ہے تہ

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتہا ۱۱ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوْمَ

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی شہ اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی تہ جس

يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ﴿٤﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ

دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے شہ اور پہاڑ ہوں گے

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴿٥﴾ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾

جیسے دھنکی اون ہہ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں

Page-955.bmp

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾

وہ تو من مانتے عیش میں ہیں ہہ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں لہ

فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے لہ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — اٰیاتہا ۸ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوْفَ

تمہیں غافل رکھا لہ مال کی زیادہ طلبی نے تہ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا تہ ہاں ہاں جلد

تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ

جان جاؤ گے ہہ پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے تہ ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی

ع ۱ ۲۵

ع ۱ ۲۶

یہاں آخری دو محبتیں مراد ہیں' پہلی محبتیں تو عبادت ہیں' حضرت سلیمان نے فرمایا تھا انی احببت حب الخیر حضور کو جہاد کے گھوڑوں سے بڑی محبت تھی' چونکہ مال بہت خیر کا ذریعہ ہے' اسی لئے اسے خیر فرمایا گیا' صوفیاء کے نزدیک نعمت سے ایسی محبت بری ہے جو دل کو بھر دے کہ منعم کی محبت کی جگہ نہ رہے' وہی یہاں مراد ہے' اندرون دل صرف یار کی محبت ہو' وہاں اغیار نہ ہوں' باقی محبتیں دل کے باہر رہیں' کشتی پانی میں رہے سلامت ہے' اگر پانی کشتی میں آ جاوے تو ڈوب جاوے گی ۲۔ یہ سوال انکاری ہے یعنی انسان قیامت کو جانتا ہے مگر تیاری نہیں کرتا۔ مومن تو جانتا بھی ہے مانتا بھی ہے' کافر جانتا ہے اگرچہ مانتا نہیں کیونکہ کفار مکہ حضور کو سچا جانتے تھے' حسد سے انکاری تھے' چونکہ قیامت میں جانور بھی اٹھیں گے' اور ان کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے۔ نیز اٹھتے وقت انسان جانوروں کی طرح بے عقل ہوں گے اس لئے یہاں مَا فرمایا گیا۔ قبروں سے مراد عالم برزخ ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس طرح کہ دل کا ایمان' کفر' نفاق' حضور سے محبت یا عداوت چہروں پر نمودار ہو گی۔ حضور سے شفاعت چاہتے وقت اور حضور کو مقام محمود پر دیکھ کر اہل سنت کے چہرے خوشی سے دمکتے ہوں گے' معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے' یا اس طرح کہ کفر و ایمان مختلف شکلوں میں کافر و مومن کے سامنے ہوں گے' یا اس طرح کہ کفر و ایمان کی تحریریں سامنے ہوں گی' خیال رہے کہ دل کے بے اختیاری خطرے و وسوسے کی نہ تحریر ہے نہ ان پر سزا و جزا' لیکن اختیاری ارادوں وغیرہ کی تحریر بھی ہے' ان پر سزا و جزا بھی ہے' کفر ایمان اختیاری چیزیں ہیں' اسی لئے ان کی تحریر بھی ہے' ان پر سزا و جزا بھی' ان کی صورتیں بھی ہوں گی' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ اگرچہ رب کو ہمیشہ سے ہی خبر ہے مگر اس خبر کا ظہور قیامت میں ہو گا کہ بندوں کو سزا و جزا دی جاوے گی' جو لوگ دنیا میں اس کے علم کے منکر تھے وہ بھی وہاں مان لیں گے۔ لہٰذا وہاں سینوں کی باتوں کا کھولنا رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ بندوں پر اظہار کے لئے ہو گا۔ ۵۔ یعنی قیامت جب کہ ہول و ہیبت سے تمام انسانوں کے دل دہل جائیں گے' قیامت کا ایک نام قارعہ بھی ہے' خیال رہے کہ قیامت کے غم سے حضرات انبیاء و اولیاء محفوظ ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ لا یحزنھم الفزع الاکبر لیکن یہ ہیبت عوام و خواص سب کو ہو گی' اسی ہیبت میں اس دن لوگ شفاعت کرنے والے محبوب کو بھول جائیں گے' دیگر انبیاء کرام کے آستانوں پر جائیں گے بلکہ خود حضرات انبیاء بھی حضور کا پتہ نہ بتا سکیں گے' حالانکہ دنیا میں سب کو معلوم تھا کہ حضور شفیع المذنبین ہیں' یہ ہیں القارعہ کے معنی ۶۔ اس میں قرآن پڑھنے والے مسلمان سے خطاب ہے' یعنی اے مسلمان اگرچہ قرآن اور صاحب قرآن نے قیامت کے ہول کا ذکر ہر طرح کر دیا' مگر کماحقہ تجھے اس کا علم نہیں ہو سکتا' یہ تو دیکھ کر ہی ہو گا۔ لہٰذا اس دن کی

۔ بقیہ صفحہ ۹۹۳ پر

ا۔ یعنی اے کافرو اگر تم عذاب قبر' حساب' حشر وغیرہ کو اپنی زندگی میں مان لیتے یا اے غافل مسلمانوں' اگر تم موت کی تلخی' قبر کی وحشت' حشر کی پیشی وغیرہ پر دھیان رکھتے تو دنیا کی محبت میں اللہ سے ہرگز غافل نہ ہوتے' للذا یہاں لَوْ کی جزا پوشیدہ ہے' خیال رہے کہ سن کر یقین علم الیقین ہے' دیکھ کر یقین عین الیقین ہے' اور داخل ہو کر یقین' حق الیقین' جیسے مکہ معظمہ کو سن کر ماننا' پھر دور سے دیکھ کر ماننا' پھر وہاں داخل ہو کر وہاں کی سیر کر کے ماننا ہم لوگوں کا ایمان علم الیقین والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حق الیقین بلکہ عین الیقین' صحابہ کرام بلکہ بعض اولیاء اللہ کو ایمانیات کا عین الیقین حاصل ہوتا ہے' وہ دنیا میں رہ کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ' بلکہ

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

محبت نہ رکھتے لہ بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے لہ پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا

الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

دیکھو گے لہ پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی لہ

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ

اس زمانہ محبوب کی قسم لہ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے لہ مگر جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬

لائے لہ اور اچھے کام کئے لہ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی لہ

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی لہ

Page-956.bmp

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۹ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ

خرابی ہے اس کیلئے لہ جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے لہ جس نے مال

عَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ

جوڑا اور گن گن کر رکھا لہ کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا لہ ہرگز نہیں

فِي الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ

ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا لہ اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی لہ اللہ کی آگ کہ

الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا

بھڑک رہی ہے لہ وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی لہ بے شک

ع ۱ ۲۷ — ع ۱ ۲۸

حضور کی ملاقات بھی کرتے ہیں ۲۔ مرنے کے بعد قبر میں مومن کو تو دوزخ دکھا کر فوراً چھپا دی جاتی ہے پھر ہمیشہ کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تا کہ خوشی زیادہ ہو' کافر کو قبر میں پہلے تو جنت دکھا کر چھپا دیتے ہیں۔ پھر ہمیشہ کے لئے دوزخ کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تا کہ اسے حسرت ہو' مگر جن لوگوں سے حساب قبر نہیں' وہاں دوزخ دکھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' جیسے انبیاء کرام' شہداء' مومن بچے' وغیرہم ۳۔ میدان محشر میں' اس طرح کہ وہاں سے مومن جنت کے نظارے کریں گے' کوثر کی نہر وہاں پہنچی ہو گی' جس سے پانی پیتے ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ وازلفت الجنۃ للمتقین اور کفار وہاں ہی سے دوزخ کو دیکھ کر کانپتے ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ وبرزت الجحیم للغاوین اس دیکھنے سے سب کو علم الیقین حاصل ہو گا' پھر وہاں پہنچ کر حق الیقین' خیال رہے کہ بعض مقبولین دنیا میں بھی جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں' جیسے حضور نے نماز کسوف میں' یا حضرت طلحہ' زید' اور شہداء بدر نے ۴۔ یعنی اے کافرو' یا اے غافلو' میدان حشر یا دوزخ کے کنارہ پر تم سے فرشتے یا خود رب تعالیٰ نعمتوں کے متعلق سوال فرمائے گا کہ کہاں سے حاصل کیں' کہاں خرچ کیں' ان کا کیا شکریہ ادا کیا' چند مسائل خیال میں رکھو' ایک یہ کہ بعد موت تین وقت اور تین جگہ حساب ہو گا' قبر میں ایمان کا' حشر میں ایمان و اعمال کا' دوزخ کے کنارہ نعمتوں کے شکر کا' دوسرے یہ کہ یہ سوالات بعض مخصوصین سے نہ ہوں گے' جیسے انبیاء کرام' بعض اولیاء بچے وغیرہم' رب فرماتا ہے۔ یدخلون الجنۃ یرزقون فیہا بغیر حساب تیسرے یہ کہ حضرات انبیاء کرام سے ان کی قوم کے متعلق سوال ہو گا کہ انہوں نے آپ سے کیا برتاؤ کیا' جیسے پیارا پیارے سے بوقت ملاقات خیریت پوچھتا ہے' چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاوے گا' وانت قلت للناس الخ یا حضور سے تمام انبیاء کرام کے حق میں گواہی لی جاوے گی وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا' چوتھے یہ کہ یہ سوال ہر نعمت سے متعلق ہو گا' جسمانی یا روحانی ضرورت کی ہو' یا عیش و راحت کی' حتی کہ ٹھنڈے پانی' درخت کے سایہ' راحت کی نیند کا بھی' جیسے کہ حدیث شریف میں ہے' اور نعیم کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ بغیر استحقاق جو عطا ہو' وہ نعمت ہے' رب کا ہر عطیہ نعمت ہے' خواہ جسمانی ہو یا روحانی' اس کی دو قسمیں ہیں' کسبی' وہبی' جو نعمتیں ہماری کمائی سے ملیں وہ کسبی ہیں' جیسے دولت سلطنت وغیرہ جو محض رب کی عطا سے ہوں' وہ وہبی جیسے ہمارے اعضاء' چاند' سورج' وغیرہ کسبی نعمت کے متعلق تین سوال ہوں گے' کہاں سے حاصل کیں' کہاں خرچ کیں' ان کا شکریہ کیا ادا کیا' وہبی نعمتوں کے متعلق آخری دو سوال ہوں گے' چھٹے یہ کہ تفسیر خازن' عزیزی روح البیان وغیرہ میں ہے کہ یہاں نعیم سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم سے حضور کے بارے میں سوال ہو گا کہ تم نے ان کی اطاعت کی یا نہیں' حضور تو تمام نعمتوں کی اصل ہیں' وہ

باقی صفحہ ۹۹۳ پر

ا۔ یعنی ان کے دلوں میں آگ ہوگی اور سانس وغیرہ کے ذریعہ نہ ٹھنڈی ہوا پہنچے' نہ خارجی ٹھنڈک' تا کہ تپش میں کمی نہ ہو' جیسے دنیا میں ٹھنڈی ہوا یا برف وغیرہ کی ٹھنڈک سے اندرونی تپش بجھاتے ہیں' یا انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے' نہ روزن ہو نہ کھڑکی' وہ بھٹی کی طرح بند ہوگی' جس کی گیس و تپش فولاد کو گلا دے' چونکہ دنیا میں ان کے دلوں میں حضور کی حسد کی آگ بھڑکتی تھی۔ اس لئے وہاں وہ آگ دہکائی جاوے گی' خیال رہے کہ رب نے انسان کی اندرونی آگیں دو طرح کی پیدا کی ہیں' حسد کی آگ' عشق کی آگ' حسد کی آگ ایمان و عبادات کا خاتمہ کر دیتی ہے' عشق کی آگ محبوب کے سوا سب کچھ جلا ڈالتی ہے ذبح اسماعیل اور شہادت کربلا میں آتش عشق کی جلوہ گری تھی' شیطان کی مردودیت' یزید کا ظلم آتش حسد کی بنا پر ہوا ۲۔ یعنی ان کفار کو دوزخ کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے' آتشین لوہے کے ستونوں سے بند شیں مضبوط کر دی جائیں گی' یا خود کفار کو آتشین ستونوں سے باندھا جاوے گا ۔ خیال رہے کہ پچھلی صورت میں حضور کے دشمنوں کے اخروی عذاب کا ذکر تھا' اس سورت میں خانہ کعبہ کے دشمنوں کے دنیاوی عذاب کا تذکرہ ہے' چونکہ حضور کا درجہ کعبہ سے زیادہ ہے اور حضور کے دشمن کعبہ کے دشمنوں سے زیادہ عذاب کے مستحق ہیں۔ اس لئے پہلے دشمنان رسول کا ذکر ہوا۔ اب دشمنان کعبہ کا ۳۔ ابرہہ اور اس کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کا جو یمن کے دار الخلافہ صنعا سے کعبہ ڈھانے مکہ معظمہ آئے تھے' اور کعبہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر وادی محسر میں اترا' جہاں ابابیل کے کنکروں سے ہلاک ہوا۔ **واقعہ** شاہ حبشہ نے ابرہہ بن صباح اشرم کو یمن کا گورنر بنا کر وہاں کے دار الخلافہ صنعا میں بھیجا' ابراہہ نے دیکھا' کہ یمن والے اپنی نذر و نیاز و تحفے کعبہ معظمہ بھیجا کرتے تھے' اس سے اسے حسد ہوا' اور کعبہ کے مقابل صنعاء میں سنگ مرمر کا ایک جڑاؤ گھر بنایا جس کا نام قلیس رکھا' اہل یمن سے اس کا طواف وغیرہ کرانا شروع کیا' زبیر بن عمرو کمی نے وہاں پہنچ کر موقعہ پا کر قلیس میں پاخانہ بھر دیا' پھر مکہ معظمہ کے ایک مسافر قافلہ نے قلیس کے پاس آگ جلائی' جس کی چنگاری اڑ کر قلیس میں جا پڑی' اور وہ جل گیا' جس پر ابرہہ بھن گیا' اور بارہ ہاتھی اور بڑا لشکر لے کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ معظمہ پہنچا' وادی محسر میں اترا' کیونکہ اس کا بڑا ہاتھی محمود اس سے آگے نہ بڑھا' ابرہہ کے لشکریوں نے حضرت عبد المطلب کے اونٹ پکڑ لئے تھے' آپ ابرہہ کے پاس گئے۔ وہ بہت تعظیم سے پیش آیا' آپ نے فرمایا' میرے اونٹ واپس دلوا دے' وہ بولا میں سمجھا تھا کہ آپ کعبہ بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہیں' آپ نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں

سورۃ الفیل مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۵ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا کیا ان کا داؤں

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝

تباہی میں نہ ڈالا اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی

سورۃ قریش مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۴ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝

اس لئے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ

تو انہیں چاہیے اس گھر کے رب کی بندگی کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا

مِّنْ جُوْعٍ ڏ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا

سورۃ الماعون مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۷ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے پھر وہ وہ ہے جو

رب کا ہے اسے وہی بچائے گا۔ آخر جدہ کی طرف سے سبز رنگ کی چھوٹی چڑیاں نمودار ہوئیں ہر ایک کے پاس مسور کی برابر تین پتھر تھے' ایک چونچ میں ایک ایک پنجوں میں' ان پر یہ پتھر برسے جن سے یہ سب ہلاک ہوئے' یہ واقعہ ۱۷ محرم کو ہوا (روح البیان و عزیزی وغیرہ) ۴۔ کہ باوجودیکہ ابرہہ کے ساتھ بڑا لشکر اور ساز و سامان تھا اور کچھ عرب والے بھی اس کے ساتھ مل گئے' کہ طائف والوں نے ابرہہ کو مکہ کا راستہ دکھایا' اور خود مکہ والے مکہ خالی کر کے پہاڑوں' غاروں میں جا چھپے' اور کعبہ اکیلا رہ گیا۔ مگر رب نے اسے بچایا۔ ایسے ہی اے محبوب تم اگرچہ اکیلے ہو اور تمہارے مقابل بہت ابرہہ ہیں' مگر رب تمہیں محفوظ رکھے گا' کہ وہ کعبہ اجسام ہے' تم کعبہ ارواح' وہ کعبہ قرآن ہے' تم کعبہ ایمان' وہ سروں کا کعبہ ہے تم دلوں کے کعبہ' خیال رہے کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے مگر عمر کم' اخباروں کی عمر ایک دن'

بقیہ ۹۹۳ پر

يَدُعُّ الْيَتِيمَ ﴿٢﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿٣﴾

یتیم کو دھکے دیتا ہے ۱ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ۲

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے ۳ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ۴

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿٧﴾

وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۵ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ۶

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آيَاتُهَا ٣ رُكُوعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ۱ تو تم اپنے رب کیلئے

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

Page-958.bmp

نماز پڑھو اور قربانی کرو ۲ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ۳

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آيَاتُهَا ٦ رُكُوعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾

تم فرماؤ، اے کافرو ۱ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو ۲

وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں ۳ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے

عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾

پوجا ۴ اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں ۵

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ۶

ا۔ کہ یتیم کا مال کھا جاتا ہے۔ اور اس پر سختی کرتا ہے اگر وہ قیامت میں اپنی بے کسی کا خیال رکھتا' تو یتیم و بے کس پر سختی نہ کرتا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یتیم پر ظلم انکار قیامت کی علامت ہے' اسی لئے اس کے ساتھ اس کا ذکر ہوا۔ دوسرے یہ کہ معاملات کے کفار بھی مکلف ہیں۔ سلطان اسلام انہیں ظلم چوری وغیرہ سے جبراً" روکے گا۔ آخرت میں بھی ان پر سزا ہوگی ۲۔ یعنی نہ خود خیرات دیتا ہے۔ نہ لوگوں سے دلاتا ہے۔ بلکہ روکتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حیلے بہانے بنا کر صدقہ و خیرات سے روکنا ابو جہلی طریقہ ہے' اس سے وہابی عبرت پکڑیں' جو میلاد شریف' گیارہویں شریف' محرم وغیرہ کی خیراتوں سے مسلمانوں کو روکتے ہیں' جوئے اور شراب سے نہیں روکتے۔ ۳۔ یہ آیات مدینہ میں عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئیں جو عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دکھلاوے کو بھی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے' بے دلی سے ویل دوزخ کے ایک طبقہ کا بھی نام ہے اور خرابی اور افسوس کو بھی ویل کہتے ہیں' چونکہ یہ منافق نمازی کافر بھی تھے اور دھوکہ باز بھی' لہٰذا ان کا عذاب کھلے کافروں سے سخت ہے' نمازیوں سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز کا صرف قالب بنا دیں۔ خیال رہے کہ ارکان نماز جو ہمارے قالب سے ادا ہوں اور شرط جواز ہیں وہ قالب نماز ہیں اور خشوع و خضوع جو ہمارے قلب کا کام ہے' اور شرط قبول ہے' قلب نماز ہے۔ اس کے بغیر نماز عبث' جیسے پاور کے بغیر بجلی کی فٹنگ عبث و بیکار' مگر یہ خشوع کسی پاور ہاؤس سے ہی مل سکتا ہے' رب نصیب کرے' اس سے معلوم ہوا کہ غلط نماز دنیاوی و اخروی خرابیوں کا باعث ہے' مسلمان کی درست نماز نمازی کو درست کر دیتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴۔ نماز سے بھولنے کی چند صورتیں ہیں' کبھی نہ پڑھنا' پابندی سے نہ پڑھنا' بلا وجہ مسجد میں نہ پڑھنا' صحیح وقت پر نہ پڑھنا' بلا وجہ بغیر جماعت پڑھنا' نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا' شوق سے نہ پڑھنا' سمجھ بوجھ کر ادا نہ کرنا' کسل و سستی' بے پروائی سے پڑھنا' اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں' کہ آستین چڑھا کر' رومال کاندھے یا سر پر لٹکا کر' بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا منع ہے' کہ یہ سستی اور بے پروائی کی علامت ہے' خیال رہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے' اسلام کا قانون ہے' بندے کے لئے ثواب ہے' لہٰذا اسے ہر طرف نسبت کر سکتے ہیں' اللہ کی نماز' اسلام کی پابندی یا بندے کی نماز' یہاں تیسری قسم کی نسبت ہے ۵۔ یعنی منافقین اللہ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کو دکھانے کے لئے عبادتیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کے سامنے تو نمازیں پڑھ لیتے ہیں اکیلے میں نہیں پڑھتے۔ خیال رہے کہ دکھلاوے میں دو چیزیں قابل غور ہیں' کسے دکھانا اور کیوں دکھانا' حضور کو دکھانے کے لئے نیکی کرنا ریا نہیں' حضور کو راضی کرنے سے تو نیکی زیادہ قبول ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اور فرماتا ہے قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اسی لئے صحابہ کرام حضور کو راضی کرنے کی نیت سے عبادات کرتے تھے' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن اور سلطنت مصطفیٰ' ایسے ہی تعلیم کے لئے عمل دکھانا تبلیغ ہے' ریا نہیں۔ حضور نے اونٹ پر طواف کیا' دوسروں کو رغبت دینے کے لئے عمل اعلانیہ کرنا ترغیب ہے ریا نہیں' دفع اتہام کے لئے علانیہ عمل کرنا ریا نہیں' فرائض علانیہ ادا کرو' عام نفل خفیہ' ہاں اس لئے نیکی دکھانا کہ لوگ اسے کچھ دیں' عزت کریں' یہ ریا شرک خفی ہے' ریا کی تین صورتیں ہیں' اصل عمل میں ریا کہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھے' اکیلے میں نہ پڑھے۔ صف عمل میں ریا' کہ سامنے اچھی طرح پڑھے' اکیلے میں معمولی' ارادہ میں

باقی صفحہ ۹۹۵ پر

سورۃ النصر مدنیۃ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — ایاتھا ۳ رکوعھا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ۲ اور لوگوں کو تم دیکھو

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ

کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں ۳ تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی

رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

بولو ۴ اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے ۵

سورۃ اللھب مکیۃ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — ایاتھا ۵ رکوعھا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ

تباہ ہو جائیں ابولہب کے ۱ دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۲ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو

وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ

کمایا ۳ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ ۴ اور اس کی جورو

حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

۵ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ۶ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ۷

سورۃ الاخلاص مکیۃ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — ایاتھا ۴ رکوعھا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ

تم فرماؤ ۱ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ۲ اللہ بے نیاز ہے ۳ نہ اسکی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے

یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

پیدا ہوا ۴ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ۵

ا۔ اس سورت کا نام سورہ فتح بھی ہے اور سورہ وداع بھی' کیونکہ اس میں اشارۃً حضور کی وفات شریف کی خبر دی گئی ہے۔ (تفسیر عزیزی) یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی' بعض نے فرمایا کہ یہ سورت حجتہ الوداع میں اتری مگر اول زیادہ صحیح ہے (روح) اس سورت کے نزول کے دو سال بعد حضور کی وفات ہوئی۔ (خازن و مدارک) ۲۔ مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کی مدد ہے' خواہ فرشتوں کے ذریعہ ہو یا مسلمان غازیوں کے واسطے سے' اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے' جو دیگر فتوحات اور عام اہل عرب کے اسلام لانے کا باعث ہوئی' اگرچہ فتح مکہ آئندہ ہونے والی تھی مگر چونکہ یقینی تھی' اس لئے جاء ماضی کے صیغہ سے ارشاد ہوا ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صحابہ صرف ۵ یا ۶ نہیں۔ بلکہ ہزاروں ہیں کہ انہیں رب نے افواج فرمایا' دوسرے یہ کہ فتح مکہ اور بعد فتح ایمان لانے والوں کا ایمان قبول ہوا۔ اس میں ابوسفیان' امیر معاویہ' حضرت وحشی وغیرہ سب ہی شامل ہیں' یہ سب لوگ صحیح الایمان تھے' رب نے ان کے داخل دین ہونے کی گواہی دی' تیسرے یہ کہ یہ لوگ بعد بھی دین پر قائم رہے کیونکہ ان کا دین میں داخل ہونا اس آیت سے ثابت ہے' مگر دین سے نکل جانا کسی شخص سے ثابت نہیں' نیز اگر یہ لوگ مرتد ہونے والے ہوتے تو رب تعالیٰ ان کے ایمان کو اس شاندار طریقہ سے بیان نہ فرماتا۔ اس سے وہ روافض عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ سوائے پانچ حضرات کے باقی تمام اصحاب منافقت سے ایمان لائے' اور حضور کے بعد مرتد ہو گئے' خیال رہے کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے' اصحاب بدر تین سو تیرہ' خلفاء راشدین چار' جیسے تعداد انبیاء و رسل و مرسلین۔ نیز مکہ فتح ہوتے ہی آپ دیکھیں گے کہ اہل عرب ہر طرف سے فوج در فوج آپ کی خدمت میں آ کر کلمہ پڑھیں گے' اس سے پہلے ایک ایک' دو' دو آدمی ایمان لاتے تھے' چنانچہ بعد فتح مکہ بنی اسد' بنی فزارہ' بنی مرہ' بنی کنانہ' بنی ہلال' بنی تمیم' قبیلہ ابوالقیس' بنی طے کے لوگ' یمن' شام' عراق' طائف سے' سارے مکے والے جوق در جوق آئے اور اسلام لائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اس سورت میں غیبی خبریں دی گئی ہیں' جو پوری ہوئیں' دوسرے یہ کہ حضور کو اپنی زندگی کی خبر تھی کہ فتح مکہ اور ان واقعات کو بغیر دیکھے ختم نہ ہو گی' اس لئے حضور نے فتح مکہ کے بعد پہلے سال حج نہ کیا' کہ اپنی زندگی کا یقین تھا' تیسرے یہ کہ زمانہ نبوی شریف میں بڑی سعادت مندی یہ تھی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا جائے ۴۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ چیزیں آپ دیکھ لیں' تو رب کی تسبیح و تہلیل اور امت کے لئے دعائے مغفرت میں زیادہ مشغول ہو جاویں' کیونکہ آپ کی وفات قریب ہو گی یہ دونوں چیزیں آپ کی وفات کی علامت ہیں' کیونکہ آپ کے بھیجنے کا منشا پورا ہو چکا' پھر آپ کو دنیا دار المحن میں کیوں رکھا جاوے' اپنے ہی چاہنے والے رب کے پاس پہنچو گے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان بڑھاپے میں موت کے قریب دنیا سے تعلق کم کر دے' عبادات و ریاضت زیادہ کرے' سفر سے پہلے سامان سفر تیار کرے' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار یا تو تعلیم امت کے لئے ہے' یا اپنے امتی گنہگاروں کے لئے ہے' ورنہ حضور گناہوں سے پاک و صاف ہیں ۵۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ استغفراللہ واتوب الیہ بعض روایات میں ہے کہ یہ سورت حجتہ الوداع میں نازل ہوئی' اس کے بعد الیوم اکملت لکم دینکم اتری' اس کے نزول کے بعد حضور (۸۰) اسی دن دنیا میں تشریف فرما رہے' پھر آیت کلالہ نازل ہوئی اس

بقیہ صفحہ ۹۹۰ پر

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ع ۲۵ — ع ۲۶ — ع ۲۷

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے ۲ اس کی سب مخلوق کی شر سے ۳

شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی

اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے ۴ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں

الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

پھونکتی ہیں ۵ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ۶

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۶ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۷

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ۸ سب لوگوں کا بادشاہ ۹ سب

النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ

لوگوں کا خدا ۱۰ اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے ۱۱ اور دبک رہے ۱۲ وہ جو

یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں ۱۳ جن اور آدمی

ع ۵ / ۲۸ — ع ۶ / ۲۹

دُعَاءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ

وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

۱۔ (شان نزول) ۷ ہجری میں، صلح حدیبیہ کے بعد روسا یہود نے لبید بن اعصم یہودی سے کہا کہ تو اور تیری لڑکیاں جادو گری میں یکتا ہیں، حضور پر جادو کر' لبید نے حضور کے ایک یہودی غلام سے حضور کی شکستہ کنگھی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے' اور موم کا ایک پتلا بنایا' اس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں' ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں' یہ سب کچھ اس پتلے میں رکھ کر بیر رواں میں پانی کے نیچے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا' اس کا حضور کے خیال شریف میں یہ اثر ہوا کہ دنیاوی کاموں میں بھول ہو گئی' چھ ماہ تک یہ اثر رہا۔ پھر جبریل امین یہ دونوں سورتیں فلق و ناس لائے' جن میں گیارہ آیتیں ہیں' اور حضور کو اس جادو کی خبر دی' حضرت علی مرتضٰی کو اس کنوئیں پر بھیجا گیا' آپ نے جادو کا یہ سامان پانی کی تہ سے نکالا حضور نے یہ سورتیں پڑھیں' ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی تھی' تمام گرہ کھل گئیں' اور حضور کو شفا ہو گئی' اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جادو اور اس کی تاثیر حق ہے' دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے' جیسے تلوار' تیر اور نیزہ کا' یہ اثر خلاف نبوت نہیں' موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادو گر فیل ہوئے' کیونکہ وہاں جادو سے معجزہ کا مقابلہ تھا' بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی' اس جادو نے اثر کیا۔ کہ ان کو خیال ہوا کہ یہ لاٹھیاں رسیاں چل رہی ہیں' رب فرماتا ہے۔ یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی' حضور انور کے خیال پر یہی اثر ہوا۔ تیسرے یہ کہ دفع جادو کے لئے دعائیں جائز' تعویذ و منتر کرنا جائز ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نبی کی عقل کو جادو سے محفوظ رکھتا ہے' تا کہ تبلیغ دینی میں رکاوٹ نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ بال اور ٹوٹی کنگھی باہر نہ پھینکنا چاہیے' محفوظ جگہ ڈالے کہ اس پر جادو بہت ہوتا ہے ۲۔ یعنی جیسے رب تعالیٰ صبح کے ذریعہ رات کو دفع فرماتا ہے' ایسے ہی وہ دعاؤں کے ذریعہ بیماریوں کو دفع فرماتا ہے' معلوم ہوا کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت کے مطابق صفات سے اسے یاد کرے ۳۔ انسان ہو یا حیوان' یا جن یا بے جان مخلوق' یہ بہت جامع دعا ہے ۴۔ یعنی چاند جب گرہن میں سیاہ ہو جاوے' یا آخر مہینہ میں غائب ہو' کیونکہ ان اوقات میں جادو زیادہ کیا جاتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات بھی نحس ہوتے ہیں۔ ان سے رب کی پناہ مانگے رب فرماتا ہے۔ فی یوم نحس ۵۔ یعنی لبید کی جادوگر لڑکیاں' جنہوں نے حضور کے بال تانت دھاگے پر گرہیں لگا کر پھونکیں ماریں' اس سے معلوم ہوا کہ جادوگر کے دم میں اثر ہے' تو ضرور اللہ کا نام پڑھ کر دم کرنے میں تاثیر ہے' لہٰذا آیت قرآنیہ بیماریوں پر پڑھ کر گنڈے بنانا' ان میں گرہیں لگانا جائز ہے' حضور بیماروں پر دم فرماتے تھے ۶۔ حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے' مغبط وہ ہے جو اپنے لئے بھی دوسروں کی سی نعمت چاہے' حسد مطلقاً" برا ہے غبط دینی امور میں جائز ہے' حسد ہی پہلا وہ گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے ہوا اور زمین میں قابیل سے ہوا۔ ان کا انجام سب کو معلوم ہے' اس سے معلوم ہوا کہ جادو اور حسد سب سے بدتر جرم ہیں کہ عام شروں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا ۷۔ اس کا شان نزول سورت فلق میں گزر چکا ہے ۸۔ اے محبوب اپنی زبان مبارک سے تا کہ دعا کی تاثیر کے ساتھ زبان شریف کی تاثیر بھی جمع ہو جاوے' اور تمہاری اجازت سے دوسرے مسلمان کہیں' کیونکہ بغیر رائفل کارتوس مار نہیں کرتا' بغیر پاک زبان دعا کیسے اثر کرے۔ دعاؤں کی تاثیر کے لئے خود پاک بنو' یا پاکوں سے دعا کراؤ' یا ان سے اجازت لو ۹۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے' مگر چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے' اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا' خیال رہے کہ رب وہ ہے جو ہر وقت ہر جگہ

بقیہ صفحہ ۹۹۸ پر